عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۱۸ تا ۲۴ / رمضان ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷ / اکتوبر ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۳۷

حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب

اعتکاف کے مسائل و احکام

جھوٹے مدعیانِ نبوّت

دینی مدارس کا مزاج

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

روزہ کی حالت میں غیر محارم کو دیکھنا

جاوید بیگ، راولپنڈی

س:...... روزے کی حالت میں نامحرم کو دیکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ خاص طور پر آفس کے ماحول میں بات چیت کرنا ان کے ساتھ ہنسی مذاق وغیرہ، کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

ج:...... نامحرم کو دیکھنا تو ہر حال میں ناجائز اور بُرا ہے مگر روزہ کی حالت میں تو اس گناہ کی سنگینی اور بھی بڑھ جاتی ہے، اس کی مثال ایسے ہے جیسے گناہ کرنا تو بہر حال بُرا ہے، لیکن اگر کوئی بد بخت بیت اللہ شریف میں جاکر گناہ کرے تو کتنا بدتر ہوگا؟ بہر حال غیر محرم کو دیکھنے، اس سے بلاضرورت بات چیت کرنے یا نعوذ باللہ! ہنسی مذاق سے روزہ ٹوٹتا تو نہیں ہے، مگر ایسے شخص کو روزہ کا ثواب نہیں ملتا، اور ایسا شخص روزے کی لذت سے محروم رہتا ہے، ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں، جن کو دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کے علاوہ روزہ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

ادائیگی سے ایک دن قبل ملنے والی رقم پر زکوٰۃ

ا ب ج، کراچی

س:...... اگر سال کے شروع میں کسی کے پاس تین لاکھ روپے تھے اور سال پورا ہونے سے ایک دن قبل مزید تین لاکھ آگئے تو زکوٰۃ تین لاکھ پر ادا ہوگی یا چھ لاکھ پر؟

ج:...... پورے چھ لاکھ پر زکوٰۃ دینا ہوگی، کیونکہ تین لاکھ روپے ادائیگی زکوٰۃ سے قبل اس کی ملکیت میں آئے ہیں تو وہ بھی واجب الادا ہوں گے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

س:...... عام طور پر گھروں میں پیسے گھریلو ضروریات کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور جو روز کے خرچ میں استعمال ہوتے ہیں، کیا ان کو زکوٰۃ میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... روزہ مرہ استعمال کی رقم پر زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ ضرورت اصلی کی رقم ہے، زکوٰۃ اس سرمایہ پر ہے جو ضرورت اصلی سے زائد ہو۔

س:...... ضروریات زندگی سے کیا مراد ہے؟ اور کفالت کن ضروریات زندگی پر آتی ہے؟ کیا کفالت خواہشات زندگی پر آتی ہے؟

ج:...... ضروریات زندگی میں رہائش کا مکان، ضرورت کی گاڑی، ایئر کنڈیشن اور گھر کا فریج اور فرنیچر اور دوسری ضروری اشیاء اس سے مستثنیٰ ہوں گی۔

انہیلر کے استعمال سے روزہ کا حکم

شبیر احمد، کراچی

س:...... مجھے دمہ کا مرض لاحق ہے، دن میں تقریباً ایک یا دو مرتبہ انہیلر استعمال کرنا پڑتا ہے، کیا میں روزے کی حالت میں انہیلر استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... چونکہ انہیلر میں ایک ایسی دوائی ہوتی ہے جو حلق کے راستے گزر کر پھیپھڑوں کی نالیوں کو کشادہ کرتی ہے، اس لئے اس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا، کیونکہ جو چیز حلق سے گزر جائے چاہے وہ پیٹ میں نہ بھی پہنچے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر آپ انہیلر کے استعمال کے بغیر روزہ پر قادر نہیں ہیں تو آپ روزہ نہ رکھیں اس کا فدیہ دے دیا کریں۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۶ شمارہ: ۳۷ ۱۸تا۲۴/رمضان ۱۴۲۸ھ مطابق یکم تا ۷/اکتوبر ۲۰۰۷ء

اس شمارے میں

عشرۂ اخیرہ کی فضیلت	۳	مولانا سعید احمد جلال پوری
اعتکاف کے مسائل و احکام	۵	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
رمضان المبارک کے قیمتی اوقات اور ہم	۱۲	اصغر علی چشتی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب	۱۳	ابو مغیرہ خان
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عزت و محبت	۱۳	خالد مبین
جھوٹے مدعیان نبوت	۱۸	اشتیاق احمد
دینی مدارس کا مزاج	۲۰	قاری سعید الرحمن
خبروں پر ایک نظر	۲۴	ادارہ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

عشرۂ اخیرہ کی فضیلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

یوں تو سارا رمضان بلکہ رمضان کی ایک ایک گھڑی سراپا خیر و برکت اور باعث رحمت و مغفرت ہے، اسی طرح اس کا اول، آخر اور اوسط سب ہی قابل قدر ہیں۔ چنانچہ اس کے اول کو دیکھو تو آخر سے اور آخر کو دیکھو تو اول سے افضل و برتر نظر آتا ہے، اس لئے اگر کچھ حضرات اس کے عشرۂ اول کو یہ کہہ کر افضل و راجح قرار دیتے ہیں یا اس کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ پہلا عشرہ رحمت کا ہے اور رحمت، مغفرت سے بڑھ کر ہوتی ہے کیونکہ اگر رحمت نہ ہو تو مغفرت نہ ہوگی اور مغفرت نہ ہو تو جہنم سے آزادی کا پروانہ کیونکر مل سکے گا؟ اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ مغفرت و جہنم سے نجات دراصل رحمت کا ثمرہ ہے اور رحمت عشرہ اول میں ہے، اس لئے پہلا عشرہ آخری عشرہ سے افضل و برتر ہے۔

اس کے ساتھ ہی دوسرے حضرات کا موقف ہے کہ نہیں! عشرۂ اخیرہ پورے رمضان کا خلاصہ، نتیجہ اور ثمرہ ہے، کیونکہ اس میں ہی جہنم سے نجات کا پروانہ ملتا ہے اور اس میں ہی عنایات الٰہی کے مظاہرے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اعمال سے اعمال کا ثمرہ اور درخت سے درخت کا پھل زیادہ قیمتی ہوتا ہے، اس سب سے بڑھ کر یہ کہ: ”انما العبرۃ بالخواتیم“ اعتبار خاتمہ کا ہے۔

اس لئے ان کا کہنا ہے کہ رمضان کا آخر، اول سے اعلیٰ، اولیٰ اور افضل و برتر ہے، کیونکہ اس میں اگر ایک طرف اللہ کی مغفرت اور جہنم سے نجات اور آزادی کے پروانے تقسیم ہوتے ہیں تو وہاں اعتکاف کی اعلیٰ ترین عبادت بھی ہے، جس کے ایک دن کے نفلی اعتکاف سے معتکف اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں حائل ہو جاتی ہیں، جن میں سے ایک ایک کی مسافت زمین و آسمان کی درمیانی مسافت سے بڑھ کر ہے۔

اس میں لیلۃ القدر ہے، جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان کی مغفرت کا اعلان فرماتے ہیں اور اس میں عبادت کرنے والوں کو ایک ہزار مہینہ کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں، اور اس میں ہی قرآن کریم نازل ہوا تھا اور اس میں ہی عید کی وہ رات ہے جس میں اتنا لوگوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے، جتنا کہ پورے رمضان المبارک میں آزاد کیا جاتا ہے۔

الغرض رمضان تو پورے کا پورا ہی رحمت و برکت اور کمائی کا مہینہ ہے، اس کا ایک ایک لمحہ دوسرے سے بڑھ کر اپنے اندر کشش رکھتا ہے۔

ہمیں چاہئے کہ اب ان جاتے لمحات کی قدر کریں اور رمضان کے جانے سے پہلے پہلے ہی اپنی مغفرت کا سامان کرلیں اور جو کچھ کوتاہی رہ گئی ہے، اس کا ازالہ کرلیں اور اس ربانی مہمان کو اس طرح راضی اور خوش کر کے بھیجیں کہ وہ کل قیامت کے دن ہماری شفاعت کرے اور جس کے بارہ میں رمضان شفاعت کرے گا، اس کی شفاعت رد نہیں کی جائے گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اعتکاف کے مسائل واحکام

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کچھ وقت کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں مقیم ہوجائے، اس کے لئے وقت کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے، جتنا وقت بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہر جائے، نفلی اعتکاف ہوجائے گا، البتہ رمضان المبارک میں جو اعتکاف مسنون ہے، اس کے لئے دس روز کی مدت مقرر ہے، اس سے کم میں سنت ادا نہیں ہوگی، اسی طرح اعتکاف واجب یعنی جس کی نذر مانی ہو وہ ایک دن ایک رات سے کم نہیں ہوسکتا۔ (بدائع)

کون اعتکاف کرسکتا ہے؟

اعتکاف کے لئے ضروری ہے کہ انسان مسلمان ہو اور عاقل ہو، لہٰذا کافر اور مجنون کا اعتکاف درست نہیں، البتہ نابالغ بچہ جس طرح نماز روزہ کرسکتا ہے، اسی طرح اعتکاف بھی کرسکتا ہے۔ (بدائع، ج:۲، ص:۱۰۸)

عورت بھی اپنے گھر میں عبادت کی مخصوص جگہ مقرر کرکے وہاں اعتکاف کرسکتی ہے، البتہ اس کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے، نیز یہ بھی لازم ہے کہ وہ حیض ونفاس سے پاک ہو۔

اعتکاف واجب اور اعتکاف مسنون میں یہ بھی شرط ہے کہ انسان روزہ دار ہو، لہٰذا جس شخص کا روزہ نہ ہو وہ اعتکاف نہیں کرسکتا، البتہ نفلی اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں۔

اعتکاف کی جگہ

مردوں کے لئے اعتکاف صرف مسجد ہی میں ہوسکتا ہے، افضل ترین اعتکاف مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ہی، دوسرے نمبر پر مسجد نبویؐ میں، تیسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ میں، چوتھے نمبر پر کسی بھی جامع مسجد میں اور جامع مسجد میں اعتکاف کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے لئے کہیں اور نہیں جانا پڑے، لیکن جامع مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ ہر اس مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے، جہاں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو، البتہ اگر مسجد ایسی ہے جہاں پانچوں وقت نماز نہیں ہوتی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے، تاہم محققین کے نزدیک ایسی مسجد میں بھی اعتکاف ہوسکتا ہے، اگرچہ افضل نہیں ہے۔

(شامی، ج:۲، ص:۱۲۹)

مسائل اعتکاف

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱:.....اعتکاف مسنون: یہ وہ اعتکاف ہے، جو صرف رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اکیسویں شب سے عید کا چاند دیکھنے تک کیا جاتا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ان دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اس لئے اس کو اعتکاف مسنون کہتے ہیں۔

۲:.....اعتکاف نفل: وہ اعتکاف ہے جو کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

۳:.....اعتکاف واجب: وہ اعتکاف ہے جو نذر کرنے، یعنی منت ماننے سے واجب ہوگیا ہو، یا کسی مسنون اعتکاف کو فاسد کرنے سے اس کی قضا واجب ہوگئی ہو۔ چونکہ ان تینوں قسموں کے احکام علیحدہ ہیں، اس لئے ہر ایک کے مسائل ذیل میں جداگانہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

اعتکاف مسنون

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے، وہ اعتکاف مسنون ہے۔ اس اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند ہونے تک باقی رہتا ہے، چونکہ اس اعتکاف کا آغاز اکیسویں شب سے ہوتا ہے اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوجاتی ہے، اس لئے اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ بیسویں روزے کو مغرب سے اتنے پہلے مسجد کی حدود میں پہنچ جائے کہ غروب آفتاب مسجد میں ہو۔

رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ کا یہ اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کرلے تو تمام اہل محلہ کی طرف سے سنت ادا ہوجائے گی، لیکن اگر سارے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو سارے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ (شامی)

محلے والوں کی ذمہ داری

۱:.....اس سے واضح ہوگیا کہ یہ ہر محلے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے سے یہ تحقیق کریں کہ ہماری

مسجد میں کوئی شخص اعتکاف میں بیٹھ رہا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی آدمی نہ بیٹھ رہا ہو تو فکر کر کے کسی کو بٹھائیں۔

۲:..... لیکن کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں، کیونکہ عبادت کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ (شامی)

اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے کے آدمی کو اپنی مسجد میں اعتکاف کرنے کے لئے تیار کر لیں، دوسرے محلے کے آدمی کے بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت ان شاء اللہ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل، ج:۶، ص:۵۱۴)

اعتکاف کا رکن اعظم یہ ہے کہ انسان اعتکاف کے دوران مسجد کی حدود میں رہے، اور حوائج ضروریہ کے سوا (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) ایک لمحے کے لئے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے، کیونکہ اگر معتکف ایک لمحے کے لئے بھی شرعی ضرورت کے بغیر حدود مسجد سے باہر چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

حدودِ مسجد کا مطلب

بہت سے لوگ حدودِ مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس بنا پر ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ حدودِ مسجد کا کیا مطلب ہے؟

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں، بلکہ شرعاً صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی مسجد نے مسجد قرار دے کر وقف کیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہونا اور چیز، شرعاً مسجد صرف اتنے حصے کو کہا جائے گا، جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ اور مقصود نہ ہو، لیکن تقریباً ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو شرعاً مسجد نہیں ہوتا، لیکن مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہوتا ہے، مثلاً وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا خانہ، نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ "امام کا حجرہ" گودام وغیرہ، اس حصے پر شرعاً مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ ان حصوں میں جنابت کی حالت میں جانا بھی جائز ہے، جبکہ اصل مسجد میں جنبی کا داخل ہونا جائز نہیں، اس ضروریات مسجد والے حصے میں معتکف کا جانا بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحے کے لئے بھی چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

پھر بعض مساجد میں تو ضروریات مسجد والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے جس کی پہچان مشکل نہیں ہوتی، لیکن بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے نہیں پہچان سکتا، اور جب تک بانی مسجد صراحتاً نہ بتائے کہ یہ حصہ مسجد نہیں ہے، اس وقت تک اس کا پتا نہیں چلتا۔

لہٰذا جب کسی شخص کا کسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ارادہ ہو تو اسے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ مسجد کے بانی یا اس کے متولی سے مسجد کی ٹھیک ٹھیک حدود معلوم کرے، مسجد والوں کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد کی حدود کو حتی الامکان واضح اور ممتاز رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں ایک نقشہ مرتب کر کے لٹکا دیا جائے، جس میں مسجد کی حدود واضح کر دی گئی ہوں، ورنہ کم از کم بیسویں روزے کو جب معتکفین مسجد میں جمع ہو جائیں تو انہیں زبانی طور پر سمجھا دیا جائے کہ مسجد کی حدود کہاں سے کہاں تک ہیں؟

جن مساجد میں وضو خانے اصل مسجد سے بالکل متصل ہوتے ہیں، وہاں عام طور سے لوگ وضو خانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں، اور اعتکاف کی حالت میں بے کھٹکے وہاں آتے جاتے رہتے ہیں، خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، وضو خانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے، اور معتکف کے لئے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے، لہٰذا اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے منتظمین مسجد کی مدد سے واضح طور پر یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ مسجد کی حدود کہاں ختم ہو گئی ہیں اور وضو خانے کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں۔

اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتی ہیں، اس لئے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے، وہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے، لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں؟

جن مساجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لئے مسجد کے ساتھ ہی کمرہ بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے اور اس میں معتکف کا جانا جائز نہیں۔

بعض مسجدوں میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لئے تو نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لئے بنایا جاتا ہے، اس کمرے کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک اسے مسجد نہیں سمجھا جائے گا اور معتکف کو اس میں بھی جانا جائز نہیں، ہاں اگر بانی مسجد نے اس کے مسجد ہونے کی نیت کر لی ہو تو پھر معتکف اس میں جا سکتا ہے۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ

کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک معتکف کے لئے اس میں جانا جائز نہیں۔

بعض مساجد میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لئے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے، اور معتکف اس میں نہیں جاسکتا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ اعتکاف کے لئے مسجد کی حدود کو متعین کرنا کس قدر ضروری ہے، لہٰذا معتکف کو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے منتظمین مسجد سے حدود مسجد کو اچھی طرح معین کر لینا چاہئے۔

پھر جس مسجد کی حدود معلوم ہو جائیں تو اس کے بعد اعتکاف کے دوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لئے بھی باہر نہ نکلیں، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

شرعی ضرورت کے لئے نکلنا

شرعی ضرورت سے ہماری مراد یہاں وہ ضروریات ہیں، جن کی بناء پر مسجد سے نکلنا شریعت نے معتکف کے لئے جائز قرار دیا ہے اور اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، ضروریات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) پیشاب پاخانے کی ضرورت، (۲) غسل جنابت جبکہ مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو، (۳) وضو، جبکہ مسجد میں رہتے ہوئے وضو کرنا ممکن نہ ہو، (۴) کھانے پینے کی اشیاء باہر سے لانا، جبکہ کوئی اور شخص لانے والا موجود نہ ہو، (۵) موذن کے لئے اذان دینے کے مقصد سے باہر جانا، (۶) جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے، اگر اس میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو جمعہ کی نماز کے لئے دوسری مسجد میں جانا، (۷) مسجد کے گرنے وغیرہ کی صورت میں دوسری مسجد میں منتقل ہونا۔

ان ضروریات کے علاوہ کسی اور مقصد سے باہر جانا معتکف کے لئے جائز نہیں، اب ان تمام ضروریات کی کچھ تفصیل عرض کی جاتی ہے۔

قضائے حاجت

۱:...... معتکف قضائے حاجت یعنی پیشاب پاخانے کی ضرورت سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، جہاں تک پیشاب کا تعلق ہے، اس کے لئے مسجد کی قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو، وہاں جانا چاہئے، لیکن پاخانے کے لئے جانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے، اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہئے، کہیں اور جانا درست نہیں، لیکن اگر کسی شخص کے لئے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس غرض کے لئے اپنے گھر چلا جائے خواہ مسجد کے قریب بیت الخلاء موجود ہو۔ (شامی)

لیکن جس شخص کو یہ مجبوری نہ ہو، اسے مسجد کا بیت الخلاء ہی استعمال کرنا چاہئے، اگر ایسا شخص مسجد کا بیت الخلاء چھوڑ کر گھر چلا جائے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی)

۲:...... لیکن اگر مسجد کا کوئی بیت الخلاء نہ ہو یا اس میں قضائے حاجت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر جانا جائز ہے، خواہ وہ گھر کتنی دور ہو۔ (ایضاً)

۳:...... اگر مسجد کے قریب کسی دوست یا عزیز کا گھر موجود ہو تو قضائے حاجت کے لئے اس کے گھر جانا ضروری نہیں، بلکہ اس کے باوجود اپنے گھر میں جانا جائز ہے، خواہ گھر اس دوست یا عزیز کے مکان کے مقابلے میں دور ہو۔ (ایضاً)

۴:...... اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو اس کو چاہئے کہ قریب والے گھر میں جا کر قضائے حاجت کرے، دور والے گھر میں جانے سے بعض علماء کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی، عالمگیری)

۵:...... اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے، لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہرنا جائز نہیں، اگر ٹھہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(برجندی ص:۲۲۳)

۶:...... بیت الخلاء کو جاتے یا وہاں سے آتے وقت راستے میں یا گھر میں کسی کو سلام کرنا، سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کر لینا جائز ہے، بشرطیکہ اس بات چیت کے لئے ٹھہرنا نہ پڑے۔ (مرقاۃ)

۷:...... بیت الخلاء کے لئے جاتے یا وہاں سے آتے وقت تیز چلنا ضروری نہیں، آہستہ آہستہ چلنا بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

۸:...... قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت کسی شخص کے ٹھہرانے سے ٹھہرنا نہ چاہئے، بلکہ چلتے چلتے اسے بتادینا چاہئے کہ میں اعتکاف میں ہوں، اس لئے ٹھہر نہیں سکتا، اگر کسی کے ٹھہرانے سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا، یہاں تک کہ اگر راستے میں کسی قرض خواہ نے روک لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ صاحبینؒ کے نزدیک ایسی مجبوری سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا اور امام سرخسیؒ نے سہولت کی بناء پر صاحبینؒ ہی کے قول کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے۔ (مبسوط سرخسیؒ، ج:۳، ص:۱۲۲) لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ کسی بھی صورت میں راستے میں نہ ٹھہرے۔

۹:...... جب بیت الخلاء جانے کے لئے نکلا ہو تو بیڑی سگریٹ پینا جائز ہے، بشرطیکہ اس غرض سے ٹھہرنا نہ پڑے۔

۱۰:...... جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر گیا ہو تو قضائے حاجت کے بعد وہاں وضو کرنا بھی جائز ہے۔ (مجمع الانہر، ج:۱، ص:۲۵۶)

ا:...... قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے، لہٰذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہوتا ہے، وہ اگر صرف استنجاء کے لئے باہر جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں، اسی لئے فقہاءؒ نے استنجاء کو قضائے حاجت کے علاوہ خروج کا مستقل عذر قرار دیا ہے۔

(دیکھئے شامی، ج:۲، ص:۱۳۲)

معتکف کا غسل

معتکف کو صرف احتلام ہوجانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے، اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے غسل کرنا ممکن ہو، مثلاً کسی بڑے برتن میں بیٹھ کر اس طرح غسل کرسکتا ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو غسل جنابت کے لئے باہر جاسکتا ہے (فتح القدیر، ج:۳، ص:۱۱۱) اور اس میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ موجود ہے تو اس میں جاکر غسل کریں، لیکن اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ نہیں ہے یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں یا سخت دشوار ہے تو اپنے گھر جاکر بھی غسل کرسکتے ہیں۔

غسل جنابت کے سوا کسی اور غسل کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، اس غرض سے مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، البتہ جمعہ کا غسل کرنا ہو یا ٹھنڈک کے لئے نہانا ہو تو اس کی ایسی صورت اختیار کی جاسکتی ہے، جس سے پانی مسجد میں نہ گرے، مثلاً کسی ٹب میں بیٹھ کر نہالیں یا مسجد کے کنارے پر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو ایسا بھی کرسکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ مسنون اعتکاف میں جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی خاطر غسل کے لئے مسجد سے باہر نہیں جانا چاہئے، ہاں نفلی اعتکاف میں ایسا کرسکتے ہیں، اس صورت میں جتنی دیر غسل کے لئے باہر رہیں گے اتنی دیر کا اعتکاف معتبر نہیں ہوگا۔

معتکف کا وضو

ا:...... اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، چنانچہ ایسی صورت میں معتکف کو وضو خانے تک جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں میں معتکفین کے لئے الگ پانی کی ٹونٹیاں اس طرح لگائی جاتی ہیں کہ معتکف خود مسجد میں بیٹھتا ہے لیکن ٹونٹی کا پانی مسجد سے باہر گرتا ہے، اگر مسجد میں ایسا انتظام موجود ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو نل سے وضو کرنے کے بجائے کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگواکر مسجد کے کنارے پر اس طرح وضو کرلیں کہ پانی مسجد سے باہر گرے۔

۲:...... لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی صورت

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

ممکن نہ ہو تو وضو کے لئے مسجد سے باہر وضو خانے یا وضو خانہ موجود نہ ہو تو کسی اور قریبی جگہ جانا جائز ہے (شامی) اور یہ حکم ہر قسم کے وضو کا ہے، خواہ وہ فرض نماز کے لئے کیا جا رہا ہو یا نفلی عبادتوں کے لئے۔

۳:......جن صورتوں میں معتکف کے لئے وضو کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے، ان میں وضو کے ساتھ مسواک، منجن یا ٹوتھ پیسٹ سے دانت مانجھنا، صابن لگانا اور تولیہ سے اعضا خشک کرنا بھی جائز ہے، لیکن وضو کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی باہر ٹھہرنا جائز نہیں اور نہ راستے میں رکنا جائز ہے۔

کھانے کی ضرورت

اگر کسی شخص کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے، جو اس کے لئے مسجد میں کھانا پانی لا سکے تو اس کے لئے کھانا لانے کی غرض سے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر کسی شخص کو ایسا کوئی آدمی میسر نہیں ہے تو وہ کھانا لانے کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ (البحرالرائق، ج:۲، ص:۳۲۶) لیکن کھانا مسجد میں لا کر ہی کھانا چاہئے (کفایۃ المفتی، ج:۴، ص:۲۳۲) نیز ایسے شخص کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے وقت مسجد سے نکلے جب اسے کھانا تیار مل جائے تاہم اگر کچھ دیر کھانے کے انتظار میں ٹھہرنا پڑے تو مضائقہ نہیں۔

اذان

۱:......اگر کوئی موذن اعتکاف میں بیٹھا ہوا ور اسے اذان دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے تو اس کے لئے بھی باہر نکلنا جائز ہے، مگر اذان کے بعد نہ ٹھہرے۔

۲:......اگر کوئی شخص باقاعدہ موذن تو نہیں ہے، لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے تو اس کے لئے بھی اذان کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے۔

(مبسوط سرخسیؒ، ج:۳، ص:۱۲۶)

نماز جمعہ

۱:...... بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جائے، جس میں نماز جمعہ ہوتی ہوتا کہ جمعہ کے لئے باہر نہ جانا پڑے، لیکن اگر کسی مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوئی، مگر پنج وقتہ نماز ہوتی ہے تو اس میں بھی اعتکاف کرنا جائز ہے۔ (شامی و عالمگیری)

۲:......ایسی صورت میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا بھی جائز ہے، لیکن اس غرض کے لئے ایسے وقت اپنی مسجد سے نکلے جب اسے اندازہ ہو کہ جامع مسجد پہنچنے کے بعد وہ چار رکعت سنت ادا کرے گا تو اس کے فوراً بعد خطبہ شروع ہو جائے گا۔ (عالمگیر)

۳:...... جب کسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے گیا ہو تو فرض پڑھنے کے بعد سنتیں بھی وہاں پڑھ سکتا ہے، لیکن اس کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں (ایضاً) تاہم اگر ضرورت سے زیادہ ٹھہر گیا تو چونکہ مسجد میں ٹھہرا ہے، اس لئے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(بدائع، ج:۲، ص:۱۱۴)

۴:...... اگر کوئی شخص جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا اور وہاں جا کر باقی ماندہ اعتکاف اسی مسجد میں پورا کرنے کے لئے وہیں ٹھہر گیا تو اس سے اعتکاف تو صحیح ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسجد سے منتقل ہونا

ہر معتکف کے لئے ضروری ہے کہ اس نے جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہے اسی میں پورا کرے، لیکن اگر کوئی ایسی شدید مجبوری پیش آ جائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے، مثلاً مسجد منہدم ہو جائے، یا کوئی شخص زبردستی وہاں سے نکال دے یا وہاں رہنے میں جان و مال کا کوئی قوی خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے اور اس غرض کے لئے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے، بلکہ سیدھا دوسری مسجد میں چلا جائے۔ (فتح القدیر، ج:۳، ص:۱۱۱، عالمگیریہ)

نماز جنازہ اور عیادت

۱:......عام حالات میں کسی معتکف کے لئے نماز جنازہ میں شرکت کے لئے یا کسی کی بیمار پرسی کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں، لیکن اگر قضائے حاجت کے لئے نکلا تھا اور ضمناً راستے میں کسی کی بیمار پرسی کر لی یا کسی کی نماز جنازہ میں شرکت کر لی تو جائز ہے، اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ (بدائع، ج:۲، ص:۱۱۴) لیکن شرط یہ ہے کہ نماز جنازہ یا عیادت مریض کی نیت سے نہ نکلے، بلکہ نیت قضائے حاجت کی ہو اور بعد میں یہ کام بھی کر لے، کیونکہ اگر ان کاموں کی نیت سے نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی) نیز یہ بھی شرط ہے کہ نماز جنازہ اور عیادت کے لئے راستے سے ہٹنا نہ پڑے، بلکہ یہ کام راستے میں ہی ہو جائے پھر عیادت مریض تو چلتے چلتے کرنی چاہئے، چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے بیمار پرسی کر لیتے تھے، اس غرض کے لئے رکتے نہ تھے۔ (ابوداؤد) اور نماز جنازہ میں یہ شرط ہے کہ نماز کے بعد بالکل نہ ٹھہرے۔ (مرقاۃ، ج:۴، ص:۳۳۰)

۲:...... اس کے علاوہ اگر اعتکاف کی نیت کرتے وقت ہی یہ شرط کر لی تھی کہ میں اعتکاف کے دوران کسی مریض کی عیادت یا نماز جنازہ میں شرکت یا کسی علمی و دینی مجلس میں شامل ہونے کے لئے جانا چاہوں گا تو چلا جاؤں گا تو اس صورت میں ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے اور اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، لیکن اس طرح اعتکاف نفلی ہو جائے گا، مسنون نہ رہے گا۔

اعتکاف کا ٹوٹ جانا

مندرجہ ذیل چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے:

۱:...... جن ضروریات کا پیچھے ذکر کیا گیا ہے، ان کے سوا کسی بھی مقصد سے اگر کوئی معتکف حدود مسجد سے باہر نکل جائے، خواہ یہ باہر نکلنا ایک ہی لمحے کے لئے ہو تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ)

واضح رہے کہ مسجد سے نکلنا اس وقت کہا جائے گا جب پاؤں مسجد سے اس طرح باہر نکل جائیں کہ اسے عرفاً مسجد سے نکلنا کہا جاسکے، لہٰذا اگر صرف سر مسجد سے باہر نکال دیا تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ وارد ابالخروج انفصال قدمیه۔

(بحر ج،ص:۳۲۶،ج:۲)

۲:...... اسی طرح اگر کوئی معتکف شرعی ضروریات سے باہر نکلے، لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی باہر ٹھہر جائے تو اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (شامی)

۳:...... بلاضرورت شرعی مسجد سے باہر نکلنا خواہ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر یا غلطی سے بہرصورت اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اگر بھول کر یا غلطی سے باہر نکلا ہے تو اس سے اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ (شامی)

۴:...... کوئی شخص احاطہ مسجد کے کسی حصے کو مسجد سمجھ کر اس میں چلا گیا، حالانکہ درحقیقت وہ حصہ مسجد میں شامل نہیں تھا تو اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ گیا، اسی لئے شروع میں عرض کیا گیا ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے حدود مسجد اچھی طرح معلوم کر لینی چاہئیں۔

۵:...... اعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے، اس لئے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، خواہ یہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے ٹوٹا ہو، ہرصورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا، لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہو گیا جو روزے کے منافی تھا، مثلاً صبح صادق طلوع ہونے کے بعد تک کھاتے رہے یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے، یا روزہ یاد ہونے کے باوجود کلی کرتے وقت غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا تو ان تمام صورت میں روزہ بھی جاتا رہا اور اعتکاف بھی ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر روزہ ہی یاد نہ رہا اور بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی فاسد نہیں ہوا۔ (درمختار و شامی، ج:۲، ص:۱۳۶)

۶:...... جماع کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ یہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً دن میں کرے یا رات میں، مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر، اس سے انزال ہو یا نہ ہو، ہرصورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ)

۷:...... بوس و کنار اعتکاف کی حالت میں ناجائز ہے، اور اگر اس سے انزال ہو جائے تو اس سے اعتکاف بھی ٹوٹ جاتا ہے، لیکن انزال نہ ہو تو ناجائز ہونے کے باوجود اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ (ہدایہ)

کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے؟

مندرجہ ذیل صورت میں اعتکاف توڑنا جائز ہے:

۱:...... اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری پیدا ہو گئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے بغیر ممکن نہیں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (شامی)

۲:...... کسی ڈوبتے یا جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لئے بھی اعتکاف توڑ کر باہر نکل آنا جائز ہے۔ (ایضاً)

۳:...... ماں، باپ، بیوی، بچوں میں سے کسی کی سخت بیماری کی وجہ سے بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

۴:...... کوئی شخص زبردستی باہر نکال کر لے جائے مثلاً حکومت کی طرف سے گرفتاری کا وارنٹ آجائے تو بھی اعتکاف کا توڑنا جائز ہے۔ (شامی)

۵:...... اگر کوئی جنازہ آجائے اور نماز پڑھنے والا کوئی اور نہ ہو تب بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

(فتح القدیر ص:۱۱۱، ج:۲)

ان تمام صورتوں میں باہر نکلنے سے گناہ تو نہیں ہوگا، لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(البحر الرائق ص:۳۲۹، ج:۲)

اعتکاف ٹوٹنے کا حکم

۱:...... مذکورہ بالا وجوہ میں سے جس وجہ سے بھی اعتکاف مسنون ٹوٹا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے، صرف اس دن کی قضا واجب ہوگی پورے دن کی قضا واجب نہیں (شامی) اور اس ایک دن کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اسی رمضان میں وقت باقی ہو تو اسی رمضان میں کسی دن غروب آفتاب سے اگلے دن غروب آفتاب تک قضا کی نیت سے اعتکاف کر لیں اور اگر اس رمضان میں وقت باقی نہ ہو یا کسی وجہ سے اس میں اعتکاف ممکن نہ ہو تو رمضان کے علاوہ کسی بھی دن روزہ رکھ کر ایک دن کے لئے اعتکاف کیا جاسکتا ہے، اور اگلے رمضان میں قضا کرے تو بھی قضا صحیح ہو جائے گی لیکن زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، اس لئے جلد از جلد قضا کرنی چاہئے۔

۲:...... اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں، بلکہ عشرہ اخیرہ کے باقی ماندہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھا جاسکتا ہے، اس طرح سنت موکدہ تو ادا نہیں ہوگی لیکن نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا، اور اگر اعتکاف کسی غیر اختیاری بھول چوک کی وجہ سے ٹوٹا ہے تو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ عشرہ اخیرہ کے مسنون اعتکاف کا ثواب بھی اپنی رحمت سے عطا فرمادیں، اس لئے اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں بہتر یہی ہے کہ عشرہ اخیرہ ختم ہونے تک اعتکاف جاری رکھیں، لیکن اگر کوئی شخص اس کے بعد اعتکاف جاری نہ رکھے تو یہ بھی جائز ہے۔

اور یہ بھی جائز ہے کہ جس دن کا اعتکاف ٹوٹا ہے اس دن باہر چلا جائے اور اگلے دن سے بہ نیت نفل پھر اعتکاف شروع کردے۔

۳:...... ایک دن کے اعتکاف کی قضا کا طریقہ اگرچہ فقہاء نے صاف صاف نہیں لکھا، لیکن قواعد سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو تو صرف دن کی قضا واجب ہوگی، یعنی قضا کے لئے صبح صادق سے پہلے داخل ہو، روزہ رکھے اور اسی روز شام کو غروب آفتاب کے وقت نکل آئے اور اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو رات اور دن دونوں کی قضا کرے یعنی شام کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو، رات بھر وہاں رہے، روزہ رکھے، اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ (کیونکہ یہ اعتکاف واجب ہے اور اعتکاف منذور کا حکم یہی ہے)۔

آدابِ اعتکاف

اعتکاف کا مقصد چونکہ یہ ہے کہ انسان دوسرے تمام مشاغل سے کنارہ کش ہوکر اللہ تعالیٰ ہی کی یاد کی طرف اپنے آپ کو لگائے، اس لئے اعتکاف کے دوران غیر ضروری کاموں اور باتوں سے بچنا چاہئے اور جس قدر وقت ملے نوافل پڑھنے، تلاوت قرآن کریم اور دوسری عبادتوں اور اذکار و تسبیحات میں وقت گزارنا چاہئے، نیز علم دین کے پڑھنے پڑھانے وعظ و نصیحت کرنے اور دینی کتابوں کے پڑھنے میں بھی نہ صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں، بلکہ موجب ثواب ہے۔

مباحاتِ اعتکاف

اعتکاف کی حالت میں مندرجہ ذیل کام بلاکراہت جائز ہیں:

(۱) کھانا پینا،

(۲) سونا،

(۳) ضروری خرید و فروخت کرنا بشرطیکہ سودا مسجد

روزہ اور قرآن

اس مہینہ کو قرآن مجید کے ساتھ خاص مناسبت ہے، اس لئے کہ قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا' یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے' آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر جتنی برکتیں حاصل ہوتی ہیں' وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں قطرہ' اس مہینہ میں جمعیت باطنی کا حصول' پورے سال جمعیت باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں بلکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے' قابل مبارکباد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہوگیا اور بدنصیب ہیں وہ جو اس کو ناراض کرکے ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم ہوگئے۔ (مکتوبات امام ربانیؒ)

میں نہ لایا جائے، اور خرید و فروخت ضروریات زندگی کے لئے ہو، لیکن مسجد کو باقاعدہ تجارت گاہ بنانا جائز نہیں،

(۴) حجامت کرانا (لیکن بال مسجد میں نہ گریں)،

(۵) بات چیت کرنا، (لیکن فضول گوئی سے پرہیز ضروری ہے)۔ (شامی)

(۶) نکاح یا کوئی اور عقد کرنا۔

(بحر، ج:۲، ص:۳۲۶)

(۷) کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا۔ (خلاصۃ الفتاویٰ، ج:۱، ص:۲۶۹)

(۸) مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا اور نسخہ لکھنا یا دوا بتا دینا۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جدید، ص:۵۰۱، ج:۶)

(۹) قرآن کریم یا دینی علوم کی تعلیم دینا۔

(شامی، ص:۱۸۵، ج:۲)

(۱۰) کپڑے دھونا اور کپڑے سینا۔

(مصنف ابن شیبہ عن عطاء، ص:۹۳، ج:۳)

البتہ کپڑے دھوتے وقت پانی مسجد سے باہر گرے اور خود مسجد میں رہیں یہی حکم برتن دھونے کا بھی ہے۔

(۱۱) ضرورت کے وقت مسجد میں ریح خارج کرنا۔ (شامی)

نیز جتنے اعمال اعتکاف کے لئے مفسد یا مکروہ نہیں ہیں اور فی نفسہٖ بھی حلال ہیں وہ سب اعتکاف کی حالت میں جائز ہیں۔

مکروہاتِ اعتکاف

اعتکاف کی حالت میں مندرجہ ذیل امور مکروہ ہیں:

۱:...... بالکل خاموشی اختیار کرنا، کیونکہ شریعت میں بالکل خاموش رہنا کوئی عبادت نہیں، اگر خاموشی کو عبادت سمجھ کر کرے گا تو بدعت کا گناہ ہوگا، البتہ اگر اس کو عبادت نہ سمجھے، لیکن گناہ سے اجتناب کی خاطر حتی الامکان خاموشی کا اہتمام کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (درمختار) البتہ جہاں ضرورت ہو وہاں بولنے سے پرہیز نہ کرنا چاہئے۔

۲:...... فضول اور بلاضرورت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے، ضرورت کے مطابق تھوڑی بہت گفتگو تو جائز ہے، لیکن مسجد کو فضول گوئی کی جگہ بنانے سے احتراز لازم ہے۔ (منحۃ الخالق)

۳:...... سامان تجارت مسجد میں لاکر بیچنا بھی مکروہ ہے۔

۴:...... اعتکاف کے لئے مسجد کی اتنی جگہ گھیر لینا جس سے دوسرے معتکفین یا نمازیوں کو تکلیف پہنچے۔

۵:...... اجرت پر کتابت کرنا یا کپڑے سینا یا تعلیم دینا بھی معتکف کے لئے فقہاء نے مکروہ لکھا ہے (بحر، ص:۳۲۷، ج:۲) البتہ جو شخص اس کے بغیر ایام اعتکاف کی روزی بھی کما نہ سکتا ہو، اس کے لئے بیع پر قیاس کرکے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

رمضان المبارک کے قیمتی اوقات اور ہم

اصغر علی چشتی

رمضان المبارک کیا ہے؟ سال بھر کے مہینوں میں اس کی حیثیت کیا ہے؟ اور اسے یہ ممتاز مقام کیوں حاصل ہے؟ ان سوالات کا جواب قرآن مجید نے نہایت ہی عام فہم انداز اور بہت ہی شاندار الفاظ میں یوں دیا:

"شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن"

معلوم ہوا کہ ماہ رمضان کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے اسے یہ شان حاصل ہے کہ اس میں جہنم کے تمام دروازے بند ہوجاتے ہیں، جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں، شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں، ہواؤں کے وہ جھونکے جن کے لئے سعید روحیں ہمیشہ سے بیتاب رہتی ہیں، اس مہینے میں چوبیس گھنٹے مسلسل چلتے رہتے ہیں۔

بے شک یہ مہینہ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بہت ہی بڑا انعام ہے، لیکن تب کہ اس انعام کی قدر بھی کی جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے گی کہ سارا سال رمضان ہی ہوجائے۔ یہ تو ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ سال بھر کے روزے رکھنا کوئی آسان کام نہیں، مگر رمضان المبارک کے ثواب کے مقابلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگ اس کی تمنا کرنے لگیں۔

آج اس مبارک مہینہ میں ہماری غفلت، ہماری بے پروائی اور سستی کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہمیں اس کی حقیقت معلوم نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل رمضان کے سلسلے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"من تقرب فیہ بخصلۃ کان کمن ادی فریضۃ فی ماسواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ"

"یعنی جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے، ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے، وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیے۔"

اس ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی عبادات کی طرف دیکھنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے، نوافل کی بات تو خیر دور کی ہے، ہم میں سے اکثریت کی حالت یہ ہے کہ سحری کے بعد جو سو گئے تو صبح کی نماز قضا ہوگئی، قیلولہ کرنے لگے تو ظہر کی نماز چلی گئی، افطاری کا سامان خریدنے گئے تو عصر کی چھٹی ہوگئی، افطار کرنے بیٹھ گئے تو مغرب کا وقت ختم ہوگیا، تراویح کے لئے کون گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اٹھک بیٹھک کرتا رہے، اس لئے عشاء کا بھی خدا حافظ.........

افسوس ہم کتنے بے پرواہ اور کتنے غافل ہیں، یہ قیمتی اوقات ولمحات ہمارے سامنے پانی کے بہاؤ کی طرح گزر رہے ہیں، ہم ان کو گزرتے ہوئے دیکھ کر محظوظ ہورہے ہیں، اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ گزرے ہوئے لمحات پھر کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے، آج ہم ان لمحات سے جتنا فائدہ اٹھاسکتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ آئندہ سال ہم اس موڑ میں نہ ہوں کہ ان سے مستفید ہوسکیں، کیونکہ:

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

روزہ دراصل قرب الٰہی کے حصول کا بہترین اور موثر ذریعہ اور وسیلہ ہے، رب العالمین نے اس کا حکم اسی لئے فرمایا ہے کہ بندہ اور پروردگار کا جو باہمی رشتہ اور تعلق ہے، وہ مضبوط سے مضبوط تر اور مستحکم ہوجائے، وہ عاشق کتنا خوش نصیب اور خوش قسمت سمجھا جاتا ہے، جسے اس کا معشوق خود اپنی طرف لانے کی کوشش کرے، اسے ایسی تدبیریں بتائے جن کے نتیجہ میں اسے لازماً اس کا وصال حاصل ہو، ایسے امور کی طرف اس کی توجہ دلائے جن کے انجام دینے سے اسے قلبی مسرت حاصل ہوتی ہو، ایسی صورت میں عاشق مذکور کی حالت کیا ہوگی! یہ ہم میں سے ہر ایک بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو کہ محبوب حقیقی ہے، اور اس سے بڑھ کر کوئی محبوب ہو نہیں سکتا، اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرماتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ بندہ اس کا قرب حاصل کرے لیکن بدقسمت بندہ دور سے دور تر ہونے کی کوشش کرتا ہے، وہ بندہ کو خود ایسے اعمال کے کرنے کا حکم فرماتے ہیں، جن کے کرنے سے انہیں خوشی حاصل ہوتی ہے، لیکن بندہ ہے کہ وہ اس چیز کو سمجھتا ہی نہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

آج ہماری توجہ پروردگار عالم سے ہٹ چکی ہے، ہم پورے کا پورا زور صرف اس بات پر صرف کررہے ہیں کہ دنیا میں عیش وعشرت کے سامان مہیا کرکے یہ چند سالہ زندگی کھیل کود اور لہو ولعب میں گزار دیں، مال ودولت کے سمیٹنے میں آپس کے مقابلے، روز روز کے ہنگامے، دغابازی، چوری، قتل وغارت گری اور اس قسم کے بیسیوں کرتوت اسی تصور زندگی پر مبنی ہیں، ہماری یہ سوسائٹی جسے ایڈوانس سوسائٹی کا نام دیا جاتا ہے، دراصل اپنے حقیقی مقاصد کے حصول میں بہت پیچھے رہ چکی ہے، کیونکہ تعلق مع اللہ کے جو اثرات اس معاشرہ پر ہونے چاہئیں، وہ یہاں بالکل مفقود نظر آتے ہیں، ہماری نئی نسل مغرب کی تقلید میں لگی ہوئی ہے، مغربی تہذیب وتمدن کا ہم پر اتنا اثر ہوچکا ہے کہ اب اسلامی تہذیب وتمدن کی طرف دیکھنے کے لئے جی بھی نہیں چاہتا، ہمارے معاشرہ میں مغربی علوم کے حامل افراد اب در پردہ احکام خداوندی کی اہمیت وافادیت کو لوگوں کے دلوں سے نکالنے کی کوششوں میں مصروف ہیں ’’روزہ‘‘ کے متعلق بھی کئی قسم کے اعتراضات منظر عام پر آچکے ہیں، اسی طرح قربانی، حج اور جہاد کے متعلق بھی شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوششیں جاری ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات کج فہمی کے مریض اور غلط فہمی کا شکار ہیں۔

رمضان المبارک کا ایک عشرہ گزر چکا ہے، دوسرا گزر رہا ہے، اس مبارک مہینہ کی سعادتوں اور برکتوں کے حصول کے لئے ہمیں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہئے تاکہ خداوند قدوس کی خوشنودی اور رضا سے بہرہ ور ہوسکیں، اللہ جل شانہ ہمیں اپنی محبت اور معرفت سے نوازے کیونکہ اسی پر کامیابی کا دارومدار ہے۔

☆☆............☆☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کی حکمت

۱:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا، کہ ۔ ا قا ا، و ق لہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا، وہ بھی قوم یہود سے ہوگا اور یہود اس کے متبع اور پیروکار ہوں گے، اس لئے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، تاکہ خوب واضح ہوجائے کہ جس ذات کی نسبت، یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کردیا، وہ سب غلط ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لئے اتارا تاکہ سب کو معلوم ہوجائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے ان کو قتل نہیں کرسکے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لئے نازل کیا اور یہ حکمت (فتح الباری کے باب نزول عیسیٰ ص:۳۵۷، ج:۱۰) پر مذکور ہے۔

۲:......حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا تاکہ اس ملک کو فتح فرمائیں، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لئے تشریف لائے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی اور وفات سے کچھ عرصہ پہلے شام کو فتح کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے اور یہود کا استیصال فرمائیں گے اور نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف اشارہ ہوگا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم صلیب پر چڑھائے گئے بالکل غلط ہے، حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے، اسی لئے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام ونشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

۳:......اور بعض علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔ کما قال تعالیٰ: ’’لتؤمنن بہ ولتنصرنہ‘‘ اور انبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا تھا، اس لئے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تاکہ جس وقت دجال ظاہر ہو اس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی امت کی مدد فرمائیں۔

کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا وہ وقت امت محمدیہ پر سخت مصیبت کا وقت ہوگا اور امت شدید امداد کی محتاج ہوگی، اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے تاکہ امت محمدیہ ﷺ کی نصرت واعانت کا جو وعدہ تمام انبیاء کرچکے ہیں وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالتاً اور باقی انبیاء کی طرف سے وکالتاً ایفا فرمائیں: ’’فافہم ذلک فانہ لطیف‘‘

۴:......اور بعض علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب انجیل میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ ﷺ کی امت کے اوصاف دیکھے تو حق تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی کہ مجھے بھی امت محمدیہ میں سے کردیجئے، حق تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کو آخری زمانہ تک باقی رکھا اور قیامت کے قریب دین اسلام کے لئے ایک مجدد کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تاکہ قیامت کے نزدیک ان کا حشر امت محمدیہ ﷺ کے زمرے میں ہو۔ (مولانا اللہ وسایا، قادیانی شبہات کے جوابات، ج:۲، ص:۴۳،۴۴)

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل ومناقب

مرسلہ: ابو عفیرہ خان

حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ سعادت مند شخص ہیں، جن کو کم سنی میں دولت ایمان نصیب ہوگئی تھی۔ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں جب مواخاۃ قائم کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"تم میرے بھائی ہو، دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔"

(ترمذی عن زید بن ارقم ص:۲۱۳، ج:۲)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے علی! تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارون، موسیٰ علیہ السلام کے لئے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(مسلم، ص:۲۷۸، ج:۲)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ پکا ہوا رکھا تھا، آپؐ نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! آپ اپنی مخلوق میں سب سے محبوب شخص کو میرے پاس بھیج دیجئے جو میرے ساتھ شریک ہوکر اس پرندے کو کھائے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگئے۔" (ترمذی ص:۲۱۳، ج:۲)

حضرت علیؓ حیدر کرار کی فضیلت اور عظیم الشان مقام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، یہ پہلا شخص ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور قیامت کے دن یہ ہی سب سے پہلے میرے ساتھ مصافحہ کرے گا۔ (طبرانی)

ایک حدیث مبارکہ میں حضرت علیؓ کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں مدینۃ العلم ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں، پس جو علم حاصل کرنے کا ارادہ کرے وہ دروازہ کی طرف آئے۔ (طبرانی)

اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ میں حکمت کا گھر

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت ومحبت

خالد مبین، راولپنڈی

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین وہ مقدس جماعت ہے، جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے اللہ رب العزت نے چنا، وہ قرآن کریم کے اولین مخاطب ہیں، رسول پاکؐ کے شاگرد اور کامل تربیت یافتہ ہیں، آپ علیہ السلام کی نبوت اور نزول قرآن کریم کے عینی شاہد اور گواہ ہیں، ان کی حیثیت امت مسلمہ اور قرآن کریم، امت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم، امت اور دین کے درمیان واسطہ کی سی ہے۔ یعنی ان کے بعد کی امت کو جو کچھ دین اور متعلقات دین نصیب ہوئے، وہ انہی کی بدولت ہوئے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ اللہ رب العزت اس جماعت کے کامل ایمان کو، مقبول اعمال کو ان کے انتہائی تقویٰ کو، اخلاص وللّٰہیت کو اپنی کتاب مبین میں ذکر فرماتے، چنانچہ کلام اللہ میں کہیں "اولئک هم المفلحون، اولئک هم الراشدون" کہہ کر ان کے اوصاف حمیدہ بیان کئے گئے اور کہیں "رضی اللہ عنہ ورضو عنہ" کہہ کر ان کو اپنی رضا کے پروانے عنایت فرمائے گئے۔

اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینکڑوں ارشادات حضرات صحابہ کرامؓ کی شان میں موجود ہیں، کہیں "اصحابی کالنجوم" کہہ کر ساری جماعت صحابہ کرامؓ کو معیار حق قرار دیا، کہیں "علیکم بسنتی وسنة خلفا راشدین" کہہ کر ان میں سے سرکردہ چار خلفاء کے عمل کو اپنی سنت قرار دے کر امت کو اس پر لازمی عمل کی ہدایت کی گئی اور کہیں گمراہ فرقوں کا ذکر کرکے، نجات پانے والے گروہ کی نشاندہی کرتے ہوئے "ما انا علیه اصحابی" کے ذریعے فتنوں کے زمانے میں صحابہ کرامؓ کے دامن عافیت میں پناہ لینے کی ہدایت کی گئی۔

صحابہ کرامؓ کے فضائل کے بارے میں قرآنی

ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۲۱۴)

غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنایا پیچھے رہنے کے لئے تو حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ عورتوں اور بچوں میں مجھ کو رکھ رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے نزدیک ایسے ہی ہو جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے ہاں حضرت ہارونؑ کا مقام تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری، مسلم، ج:۲، ص:۲۷۸)

ایک حدیث مبارکہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علیؓ تم دنیا میں بھی سردار ہو اور آخرت میں بھی سردار ہو اور تم سے محبت کرنے والا میرا حبیب ہے اور میرا حبیب اللہ کا حبیب ہے اور تم سے دشمنی کرنے والا میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے اور ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو تجھ سے بغض رکھتا ہے، میرے بعد۔ (مستدرک حاکم) ایک جگہ ارشاد فرمایا: ”حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔“ (مستدرک حاکم طبرانی)

☆...... ”میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازے ہیں۔“ (ترمذی)

☆...... ”جس نے علیؓ کو گالی دی، اس نے مجھے گالی دی۔“ (ترمذی)

☆...... ”علیؓ سے وہی محبت کرے گا جو مومن ہوگا اور وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔“

(مسلم، زر بن جیش)

☆...... ”علیؓ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور وہ ہر مومن کے محبوب ہیں۔“ (ترمذی عن عمران بن حصین)

حضرت زر بن حبیش (تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا، در حقیقت نبی امیؐ نے مجھ کو یقین دلایا کہ جو (کامل) مومن ہوگا، وہ مجھ سے (یعنی حضرت علیؓ) سے محبت رکھے گا اور جو منافق ہوگا وہ مجھ سے عداوت رکھے گا۔ (مسلم)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے نعوذ باللہ! بغض و عداوت رکھنا ”نفاق“ کی نشانی ہے، لیکن! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت نبوی سے محبت کا عین تقاضا ہے کہ ان تمام صحابہ کرامؓ سے بھی محبت و عقیدت رکھی جائے، جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ اور اہل بیت نبویؐ محبت و تعلق رکھتے تھے اور وہ سب آپؐ کے اصحاب کہلائے جانے والے حضرات تھے...... جس طرح حضرت علیؓ کی محبت ”ایمان“ کی علامت ہے، اسی طرح تمام صحابہ کرامؓ کی محبت بھی علامت ہے اور جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغض و عناد رکھنا ”نفاق“ کی علامت ہے، اسی طرح دوسرے کسی صحابیؓ کے ساتھ بغض و نفرت رکھنا بھی نفاق کی علامت ہوگی۔

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں، نیز وہ (علیؓ) تمام اہل ایمان کے دوست اور مددگار ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

شہادتوں اور نبویؐ بشارتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اکابرین امت نے ہر دور میں ان نفوس قدسیہ کی شان بیان کرنا اپنی سعادت سمجھا اور اس فریضہ سے روگردانی نہیں کی، تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے احادیث اور اکابرین امت کے حوالے سے اس بات کی اہمیت کو اجاگر کیا کہ ہر دور میں بالعموم اور فتنوں کے اس دور میں بالخصوص صراط مستقیم پر چلنا، صرف اور صرف صحابہ کرامؓ کے ساتھ انتہائی محبت اور عقیدت رکھتے ہوئے ان کی کامل اتباع کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ حضرت شہیدؒ رقم طراز ہیں:

”کسی صاحب عقل و ایمان کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت جزو ایمان ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپؐ سے محبت ہو تو آپؐ کے جاں نثاروں سے بھی تعلق خاطر ہوگا کہ ان کی محبت آپؐ ہی کی محبت کا ایک شعبہ ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ سے نفرت و بدگمانی اور ان کی بے ادبی و تنقیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجب ایذا ہے، یہ مسئلہ جیسا کہ عقل سے ثابت ہے۔ حدیث نبویؐ سے بھی ثابت ہے، چنانچہ ترمذی شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں، میرے بعد انہیں نشانہ مت بناؤ، پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی بنا پر، جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (ملعون) کو پکڑے اور جس کو اللہ پکڑے اس کی بدبختی کی کیا انتہا ہے؟“

کسی صحابہ کو ایذا پہنچانے کی بدترین صورت یہ ہے کہ اسے بدنیت کہا جائے، سوئے ظن کا مستحق سمجھا جائے، اس پر طعن و ملامت کی بوچھاڑ کی جائے، بات بات میں ایسے پہلو تلاش کئے جائیں، جن سے اس کے دین و دیانت پر حرف آتا ہو۔

حالانکہ صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کو دین پہنچانے میں صحابہ کرامؓ ہی واسطہ ہیں، کیونکہ صحابہ کرامؓ آپؐ کے ہر فعل کو دیکھنے

والے اور باتوں کو پہنچانے والے ہیں، اگر العیاذ باللہ! صحابہ کرامؓ کو تنقید کا نشانہ بنالیا جائے تو دین پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے، یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی خبر کو رد کرنے کے لئے اس کے بیان کرنے والے پر جرح کردی جائے تو وہ خود قابل اعتبار نہیں رہتی، اس لئے صحابہ کرامؓ پر زبان طعن وتشنیع دراز کرنے کا کسی فرد کو حق حاصل نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اور صحابہ کرامؓ پر زبان تشنیع دراز کرنے والوں کو لعنت کا مستحق قرار دیا۔

ارشاد گرامی ہے:

"میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں جتنا پہاڑ کے مقابلہ میں ایک تنکے کا ہوسکتا ہے، چنانچہ تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو ان کے ایک سیر جو کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشیر کو۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو کہ تم میں سے (یعنی صحابہ کرامؓ اور ناقدین صحابہؓ میں سے) جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت۔"

ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہنے والا ہی بدترین ہوگا۔

اس حدیث میں مقام صحابہ کرامؓ کی نزاکت کا احساس دلایا اور امت کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو نہ صرف ملعون ومردود سمجھیں بلکہ برملا اس کا اظہار کریں، اس اصول کے علاوہ مندرجہ ذیل اصول بھی اس حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں:

۱:...... حدیث میں "سب" سے بازاری گالیاں مراد نہیں، بلکہ ہر ایسا تنقیدی کلمہ مراد ہے جو ان حضرات کے استخفاف میں کہا جائے، اس سے معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ پر تنقید اور نکتہ چینی جائز نہیں، بلکہ وہ قائل کے ملعون ومطرود ہونے کی دلیل ہے۔

۲:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو اس سے ایذا ہوتی ہے اور آپؐ کے قلب اطہر کو ایذا دینے میں حبط اعمال (اعمال کے ضائع ہونے) کا خطرہ ہے۔

۳:...... حضرات صحابہ کرامؓ کی مدافعت کرنا اور ناقدین کو جواب دینا ملت اسلامیہ کا فرض ہے۔

۴:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ناقدین صحابہ کرامؓ کو ایک ایک بات کا تفصیلی جواب دیا جائے، کیونکہ اس سے جواب اور جواب الجواب کا ایک غیر مختتم (نہ ختم ہونے والا) سلسلہ چل نکلے گا، بلکہ یہ تلقین فرمائی کہ انہیں بس اصولی اور فیصلہ

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

کن جواب دیا جائے اور وہ ہے: "لعنۃ اللہ علی شرکم" ...... خدا کی لعنت ہو تمہارے شر پر ......

۵:...... "شرکم" "اسم تفضیل کا صیغہ ہے، جو مشاکلت کے طور پر استعمال ہوا ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقدین صحابہ کرامؓ کے لئے ایسا کنایہ استعمال فرمایا ہے کہ اگر وہ اس پر غور کریں تو ہمیشہ کے لئے تنقید صحابہ کرامؓ کے روگ کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اتنی بات تو بالکل کھلی ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کیسے ہی ہوں، مگر تم سے تو اچھے ہی ہوں گے، تم ہوا پر اڑلو، آسمان پر پہنچ جاؤ، سو بار مر کر جی لو، مگر تم سے ایک صحابی بھی نہیں بنایا جا سکے گا، تم آخر وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس نے جمال جہاں آرائے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار کیا؟ وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو کلمات نبوت سے مشرف ہوئے؟ ہاں! وہ دل کہاں سے لاؤ گے جو انفاس مسیحائی محمدی سے زندہ ہوئے؟ وہ دماغ کہاں سے لاؤ گے جو انوار قدس سے منور ہوئے؟ تم وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو ایک بار بشرہ محمدی سے مس ہوئے اور ساری عمر ان کی بوئے عنبریں نہیں گئی؟ تم وہ پاؤں کہاں سے لاؤ گے جو معیت محمدی میں آبلہ پا ہوئے، تم وہ زمان کہاں سے لاؤ گے جب آسمان زمین پر اتر آیا تھا؟ تم وہ مکان کہاں سے لاؤ گے جہاں کونین کی سیادت جلوہ آرا تھی؟ تم وہ محفل کہاں سے لاؤ گے جہاں سعادت دارین کی شراب طہور کے جام بھر بھر دیئے جاتے اور تشنگان محبت "ھل من مزید" کا نعرہ مستی لگا رہے تھے؟ تم وہ منظر کہاں سے لاؤ گے؟ "گویا کہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں" کا کیف پیدا کرتا ہے؟ تم وہ مجلس کہاں سے لاؤ گے جس میں "گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں" کا سماں بندھ جاتا تھا؟ تم وہ صدر نشین تخت رسالت کہاں سے لاؤ گے جس کی طرف "یہ روشن چہرے والے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں" سے اشارے کئے جاتے تھے؟ تم وہ رنگ کہاں سے لاؤ گے جو صبغۃ اللہ کی بھٹی میں دیا جاتا تھا؟ تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤ گے جو دیکھنے والوں کو نیم بسمل بنا دیتی تھیں؟ وہ نمازیں کہاں سے لاؤ گے جس کے امام نبیوں کے امام تھے؟ تم قدسیوں کی وہ جماعت کیسے بن سکو گے جس کے سردار رسولوں کے سردار تھے؟

تم میرے صحابہؓ کو لاکھ بُرا کہو مگر اپنے ضمیر کا دامن جھنجھوڑ کر بتاؤ، اگر ان تمام سعادتوں کے بعد بھی میرے صحابہ بُرے ہیں تو کیا تم ان سے بدتر نہیں ہو؟ اگر وہ تنقید و ملامت کے مستحق ہیں تو کیا تم لعنت کے مستحق نہیں ہو؟ اگر تم میرے صحابہ کرامؓ کو بدنام کرتے ہو تو کیا میرا خدا تمہیں سر محشر سب کے سامنے رسوا نہیں کرے گا؟ اگر تم میں انصاف و حیاء کی کوئی رمق باقی ہے تو اپنے گریبان میں جھانکو اور میرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں زبان بند کرو اور اگر تمہارا ضمیر بالکل مسخ ہو چکا ہے تو بھری دنیا، یہ فیصلہ کرے گی کہ کیا میرے صحابہ کرامؓ پر تنقید کا حق ان کپوتوں کو حاصل ہونا چاہئے؟

۶:...... حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنقید صحابہ کرامؓ کے ناقد کا نفسیاتی شر، خبث و تکبر ہے، آپ جب کسی شخص کے طرز عمل پر تنقید کرتے ہیں تو اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ کسی صفت میں وہ آپ کے نزدیک خود آپ کی اپنی ذات سے فروتر اور گھٹیا ہے، اب جب کوئی شخص کسی صحابی کے بارے میں مثلاً یہ کہے گا کہ اس نے عدل و انصاف کے تقاضوں کو کما حقہ ادا نہیں کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اگر اس صحابی کی جگہ یہ صاحب ہوتے تو عدل و انصاف کے تقاضوں کو زیادہ بہتر ادا کرتے، گویا ان میں صحابی سے بڑھ کر صفت عدل موجود ہے، یہ ہے تکبر کا وہ شر اور نفس کا وہ خبث جو تنقید صحابہؓ پر ابھارتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی "شر" کی اصلاح اس حدیث میں فرمانا چاہتے ہیں۔

۷:...... حدیث میں بحث و مباہلہ کا ادب بھی بتایا گیا ہے، یعنی خصم کو براہ راست خطاب کرتے ہوئے یہ نہ کہا جائے کہ تم پر لعنت! بلکہ یوں کہا جائے کہ تم دونوں میں جو بُرا ہو اس پر لعنت۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی منصفانہ بات ہے جس پر سب کو متفق ہونا چاہئے، اس میں کسی کے برہم ہونے کی گنجائش نہیں، اب رہا یہ قصہ کہ تم دونوں میں "بُرا" کا مصداق کون ہے؟ خود ناقد؟ یا وہ جس پر تنقید کرتا ہے؟ اس کا فیصلہ کوئی مشکل نہیں، دونوں کے مجموعی حالات سامنے رکھ کر ہر معمولی عقل کا آدمی یہ نتیجہ آسانی سے نکال سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی بُرا ہو سکتا ہے یا اس کا خوش فہم ناقد؟

۸:...... حدیث میں "فقولوا" کا خطاب امت سے ہے گویا ناقدین صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت نہیں سمجھتے، بلکہ انہیں امت کے مقابل فریق کی حیثیت سے کھڑا کرتے ہیں اور ناقدین کے لئے شدید وعید ہے جیسا کہ بعض معاصی پر "فلیس منا" ...... ہم میں سے نہیں ...... کی وعید سنائی گئی ہے۔

۹:...... حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح ناموس شریعت کا اہتمام تھا، اسی طرح ناموس صحابہ کرامؓ کی حفاظت کا بھی اہتمام تھا، کیونکہ انہی پر سارے دین کا مدار تھا۔

۱۰:...... حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناقدین صحابہ کرامؓ کی جماعت بھی ان "مارقین" میں سے ہے، جن سے جہاد باللسان کا حکم امت کو دیا گیا ہے۔ یہ مضمون کئی احادیث میں صراحتاً بھی آیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کے مناقب بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی شان میں توہین و تنقیص سے بچائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

جھوٹے مدعیان نبوت

ائمہ عظام اور اکابرین امت کے فیصلے

اشتیاق احمد

امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ تا ۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: ”مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی نشانیاں پیش کروں۔“

اس پر امام اعظمؒ نے فرمایا: ”جو شخص اس سے نبوت کی کوئی نشانی طلب کرے گا، وہ بھی کافر ہو جائے گا...... کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

علامہ ابن جریر طبریؒ (۲۲۴ھ-۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر القرآن میں فرماتے ہیں: ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کو ختم کر دیا، اس پر مہر لگا دی، اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔“

امام طحاویؒ (۲۳۹ھ - ۳۲۱ھ) اپنی کتاب عقیدۂ سلفیہ میں بیان کرتے ہیں: ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، متقیوں کے امام، سیّد المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔“

علامہ ابن حزم اندلسیؒ (۳۸۴ھ - ۴۵۴ھ) لکھتے ہیں: ”یقیناً وحی کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی صرف ایک نبی کی طرف آتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں، تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔“

امام غزالیؒ (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا، نہ رسول اور اس میں کسی قسم کی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔“

محی السنہ بغویؒ (وفات ۵۴۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں: ”اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے نبوت کو ختم کیا، پس آپ انبیاء کے خاتم ہیں اور حضرت ابن عباسؓ کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

علامہ زمخشریؒ (۴۶۷ھ - ۵۳۸ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں: ”اگر تم کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے، جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے، تو میں کہوں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا، اس معنی میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔“

قاضی عیاضؒ (وفات ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں: ”جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی اپنی کوشش سے نبی بن سکتا ہے اور دل کی صفائی کے ذریعے سے مرتبۂ نبوت کو پہنچ سکتا ہے، جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے، ایسے سب لوگ کافر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپ نبوت کے ختم کرنے

والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا ہے، اور تمام امت کی اس بات پر ایک رائے ہے کہ یہ کلام ظاہری مفہوم کے مطابق ہے......اس کے کوئی ڈھکے چھپے معنے اور مطالب نہیں ہیں، نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے......لہٰذا ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں۔"

علامہ شہرستانیؒ (وفات ۵۴۰ھ) اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں:

"اور اسی طرح جو کہے......کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں۔"

امام رازیؒ (۵۴۳ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت "خاتم النبیین" کی تشریح کرتے ہیں:

"جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو اور وہ اپنی تعلیم میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اس کسر کو پورا کرسکتا ہے، لیکن جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو، وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے، کیونکہ اس کی مثال اس باپ کی مانند ہوتی ہے، جو جانتا ہے کہ اس کی اولاد کا کوئی ولی اور سرپرست اس کے بعد نہیں۔"

علامہ بیضاویؒ (وفات ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں:

"یعنی آپ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سلسلہ ختم کردیا، جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر کردی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپؐ کے بعد نازل ہونے سے عقیدۂ ختم نبوت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپؐ ہی کے دین پر ہوں گے۔"

علامہ حافظ الدین النسفیؒ (وفات ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں:

"آپ خاتم النبیین ہیں، یعنی نبیوں میں سب سے آخری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا، رہے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپؐ سے پہلے نبی بنائے جاچکے ہیں اور جب وہ نازل ہوں گے تو اس طرح گویا وہ آپؐ کے افراد میں سے ہیں۔"

علامہ علاؤالدین البغدادیؒ (وفات ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر خازن میں لکھتے ہیں:

"وخاتم النبیین یعنی اللہ نے آپؐ پر نبوت ختم کردی، اب نہ آپؐ کے بعد کوئی نبی آئے گا نہ آپؐ کے ساتھ کوئی اس میں شریک ہوگا......وکان اللہ بکل شیء علیما......یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

علامہ ابن کثیرؒ (وفات ۷۷۴ھ) اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول کا درجہ تو بلند ہے، رسول کا منصب خاص ہے، نبی کا منصب عام، ہر نبی رسول نہیں ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا، مفتری، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، چاہے وہ کیسے ہی شعبدے، کرشمے، جادو اور طلسم بنا کر لے آئے......یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا دعویٰ کرے۔"

علامہ ابن نجیمؒ (وفات ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

"اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں، کیونکہ یہ ان باتوں میں سے ہے، جن کا جاننا اور ماننا دین کی ضروریات میں سے ہے۔"

☆☆......☆☆

نوٹ: یہ پیشکش یکم شوال ۱۴۲۸ھ تک کیلئے ہے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

نام ملاحق: حاجی الیاس غنی منہ

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون:2545805-2545080

دینی مدارس کا مزاج

قاری سعید الرحمٰن، راولپنڈی

صدیوں سے دینی مدارس قائم ہیں اور اپنے مقاصد کی تکمیل میں مصروف ہیں، دین کی جو بہاریں آج نظر آ رہی ہیں وہ ان دینی مراکز کی برکات ہیں، حکومتی تعاون سے الگ تھلگ اپنے مزاج کے مطابق خاموشی سے اپنے کام میں یہ ادارے مگن ہیں، مدارس کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز اب سے ایک سو چالیس سال قبل محرم ۱۲۸۳ھ بمطابق ۱۸۶۷ء میں دارالعلوم دیوبند اور پھر رجب ۱۲۸۳ھ بمطابق ۱۸۶۶ء میں مظاہر علوم سہارنپور سے ہوا۔ نشاۃ ثانیہ کے اس دور سے آج تک مدارس بڑے بحرانوں سے دوچار رہے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے غیروں کی بے پناہ سازشوں کے باوجود اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہے، ارباب مدارس اور علماء کرام کی مساعی اپنی جگہ اہم ہیں، لیکن اصحاب خیر مسلمانوں کا تعاون بھی انتہائی قابل رشک ہے، اسی لئے مدارس کبھی حکومتی تعاون کے دست نگر نہیں رہے، ارباب مدارس کے سامنے بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والخیر امت حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ کے وہ آٹھ اصول ہیں، جو آج بھی دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں حضرتؒ کے قلم سے محفوظ ہیں، ان میں سے ایک اصول نمبر ۸ یہ ہے کہ:

''اس مدرسہ میں جب تک آمدنی کی کوئی سبیل یقینی حاصل ہوگی جیسے جاگیر، کارخانہ تجارت یا کسی امیر محکم القول کا وعدہ تو پھر یوں نظر آتا ہے کہ یہ خوف ورجاء جو سرمایہ رجوع الی اللہ ہے، ہاتھ سے جاتا رہے گا اور امداد غیبی موقوف ہو جائے گی اور کارکنوں میں باہم نزاع پیدا ہو جائے گا۔''

القصہ آمدنی اور تعمیر میں ایک قسم کی بے سروسامانی رہی۔ (تاریخ دارالعلوم ص:۱۰۲)

دارالعلوم دیوبند کے بارے میں مشہور مورخ شیخ محمد اکرام اپنی کتاب ''موج کوثر'' میں لکھتے ہیں کہ:

''دارالعلوم دیوبند کی ابتداء نہایت معمولی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم اور بانیوں کے حسن نیت سے جلد ہی اس نے ترقی شروع کردی۔''

آگے لکھتے ہیں کہ:

''دیوبند کا قیام جنگ آزادی کے میں پچیس سال بعد ہوا، لیکن جلد ہی اس نے قوم کے تعلیمی نظام میں معزز جگہ حاصل کرلی اور آج قدیم طرز کی اسلامی درس گاہوں میں سب سے زیادہ اس کی ترقی کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کا بیج اچھا تھا اور اچھے ہاتھوں سے بویا گیا تھا۔''

آگے لکھتے ہیں:

''دارالعلوم کو خوش قسمتی سے ایسے اساتذہ ملے جنہوں نے قوم کی نظروں میں اس کا وقار بڑھا دیا، مثلاً مولانا محمود الحسن محدث، مولانا انور شاہ محدث اور مولانا شبیر احمد عثمانی یہ لوگ زہد وتقویٰ، راست گوئی، بے ریائی اور بے حرصی میں اسلاف کے بہترین علماء وصلحاء کا نمونہ تھے، خودغرضیوں اور کج بحثوں سے قطعاً پاک نتیجہ یہ کہ مخالفین بھی ان کی عزت کرتے۔''

(موج کوثر ص:۲۰۶ تا ۲۰۹)

ان کے علاوہ شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قابل ذکر ہیں۔

دور حاضر کی عظیم شخصیت، علم وروحانیت کا حسین امتزاج زندگی کا بیشتر حصہ درس وتدریس میں گزارنے والے، علماء وطلباء کے لئے قابل تقلید ہستی، تقریباً پون صدی مدارس کے نظام سے وابستہ یعنی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے اپنی خودنوشت اور دلچسپ معلوماتی اور اکابر کے ذکر پر مشتمل ''آپ بیتی'' میں مدارس کے مزاج اور طلباء و علماء کے لئے بڑی فکر انگیز معلومات مہیا فرمائی ہے۔

آج کل جبکہ سیکولر لابی اور مدارس دینیہ کے خلاف قوتیں وطاقتیں ان اسلامی مراکز کے خلاف مسلسل سازشوں میں مصروف ہیں، علماء وطلباء کے لئے ان اکابر کے تجربات قابل توجہ ہیں۔ ''آپ بیتی'' ص:۳۵ میں: ''طلباء کی تربیت اور اس کی اہمیت'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میرے اکابرؒ کے ہاں طلباء کے آداب پر خصوصی نگاہ رہتی تھی، اول تو اس زمانہ میں اکابر اور اساتذہ کا احترام طلباء کے اندر مرکوز تھا، حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو بھی اس کا بہت احساس تھا ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں کہ: ''فلاں مدرسہ میں ایک وقت میں اکابر کی ایک ایسی جماعت تھی کہ ہر قسم کی خیر وبرکات موجود

تھیں، ظاہر کے اعتبار سے بھی اور باطن کے اعتبار سے بھی، اس وقت تعمیر اتنی بڑی نہ تھی مگر ایک ایسی چیز اتنی بڑی تھی کہ مدرسہ خانقاہ معلوم ہوتا تھا، ہر چہار طرف بزرگ ہی بزرگ نظر آتے تھے، اب سب کچھ ہے اور پہلے سے ہر چیز زائد ہے مگر وہی چیز نہیں جو اس وقت تھی، گویا جسد ہے روح نہیں“ مدرسہ میں انجمن قائم کرنے پر فرمایا: ”اب تعلیم وتربیت ختم، اور نہ اب استاد کا ادب رہا اور نہ مہتمم صاحب کا ادب رہا، نہ پیر کا ادب رہا نہ باپ کا“ یہ نہایت مشہور مقولہ اور نہایت مجرب ہے کہ: شاگرد استاد کی بے حرمتی سے علم کی برکات سے ہمیشہ محروم رہتا ہے اور والدین کی بے حرمتی کرنے والا روزی سے ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔“

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رئیس التبلیغ کے ملفوظات میں مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے طلباء کے متعلق تین اصول تفصیل سے لکھوائے، ”مرض الوفات میں جب ضعف انتہا کو پہنچا ہوا تھا، بات کرنے کی طاقت نہیں تھی، بعد نماز فجر خاکسار کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ کان بالکل میرے لبوں سے لگا دو اور سنو! یہ طلباء اللہ کی امانت اور اس کا عطیہ ہیں ان کی قدر اور اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ ان کا وقت ان کی حیثیت کے مناسب پورے اہتمام سے کام میں لگایا جائے اور ذرا سا وقت بھی ضائع نہ جائے، یہ بہت کم وقت لے کر آئے ہیں، پہلے میری دو تین باتیں ان کو پہنچا دو، پہلی یہ کہ اپنے تمام اساتذہ کی توقیر اور ان سب کا ادب واحترام آپ کا خصوصی اور امتیازی فریضہ ہے، آپ کو ان کی تعظیم کرنی چاہئے جیسے کہ ائمہ دین کی جاتی ہے، وہ آپ لوگوں کے لئے علم نبوی کے حصول کا ذریعہ ہیں، علم دین کے اساتذہ کے حقوق کا معاملہ اور بھی زیادہ نازک ہے، ان طلباء کو میرا ایک پیغام تو یہ پہنچاؤ کہ اپنی زندگی کے اس پہلو کی اصلاح کی یہ خاص طور سے فکر کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”علم لا ینفع“ سے پناہ مانگی اور اس کے علاوہ بھی عالم بے عمل کے لئے جو سخت وعیدیں قرآن و حدیث میں آئی ہیں، وہ آپ کے علم میں ہیں۔ دوسری بات یہ ان طلبہ سے یہ کہی جائے کہ ان کا وقت بڑا قیمتی ہے وہ بہت تھوڑا وقت لے کر آئے ہیں، لہٰذا اس کا ایک لمحہ بھی یہاں ضائع نہ کریں“ آگے فرمایا: ”یہ طے شدہ امر ہے اور عادت اللہ ہمیشہ سے یہی جاری ہے کہ اساتذہ کا احترام نہ کرنے والا کبھی بھی علم سے متمتع نہیں ہو سکتا۔“

مدارس کے نظام کو اکابر کے نقشِ قدم پر چلانا ہماری زندگی کا اہم مشن ہونا چاہئے

حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے مقبول اور مستجاب ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کا تبلیغی کارنامہ آج پوری دنیا میں جاری وساری ہے، ان کا یہ ملفوظ علماء وطلباء کے لئے فکر انگیز ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ آگے فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ یہاں تک ہے کہ انگریزی طلبہ میں بھی جو لوگ طالب علمی میں اساتذہ کی مار کھاتے ہیں وہ کافی ترقیاں حاصل کرتے ہیں، اونچے اونچے عہدوں پر پہنچتے ہیں، جس غرض سے وہ علم حاصل کیا تھا وہ نفع پورے طور پر حاصل ہوتا ہے اور جو اس زمانہ میں استادوں کے ساتھ نخوت وتکبر سے رہتے ہیں وہ بعد میں اپنی ڈگریاں لئے ہوئے سفارشیں ہی کراتے ہیں، کہیں اگر ملازمت مل بھی جاتی ہے تو آئے دن اس پر آفات آتی رہتی ہیں، بہر حال جو علم بھی ہو اس کا کمال اس وقت تک ہوتا ہی نہیں اور اس کا نفع حاصل ہی نہیں ہوتا جب تک اس فن کے اساتذہ کا ادب نہ کرے چہ جائے کہ ان سے مخالفت کرے۔ (آپ بیتی ص:۶۲)

”تذکرۃ الرشید“ میں لکھا ہے کہ: ”حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بارہا فرمایا کہ: جب میں اور مولوی محمد قاسم نانوتوی دہلی میں استاد (مولانا مملوک علیؒ) سے پڑھتے تھے، منطق کی کتاب ”مسلم العلوم“ شروع کرنے کا ارادہ ہوا، وقت میں کمی کی وجہ سے دو بار ہفتہ میں پڑھانے کے لئے طے ہوا، ایک روز یہی سبق ہو رہا تھا کہ ایک شخص نیلی لنگی کندھے پر ڈالے ہوئے آنکلے اور ان کو دیکھ کر حضرت مولوی صاحب مع تمام مجمع کے کھڑے ہوگئے اور فرمایا لو بھئی حاجی صاحب (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ) آگئے، حاجی صاحب آگئے اور حضرت مولانا نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا، لو بھائی رشید سبق پھر ہوگا، مجھے سبق کا بہت افسوس ہوا اور میں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے کہا: بھئی یہ اچھا حاجی آیا ہے، ہمارا سبق ہی گیا، مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا: ایسا مت کہو، یہ بزرگ ہیں اور یوں کہا کرتے تھے کہ سارے طالب علموں میں وہ دو طالب علم (مولانا نانوتویؒ اور مولانا گنگوہیؒ) ہوشیار معلوم ہوتے ہیں۔“ حضرت حاجی صاحب کی آمد پر مولانا مملوک علی صاحب کا اس عقیدت واحترام سے کھڑا ہونا دلیل ہے کہ بڑوں کی عزت کس طرح کی جاتی ہے۔

پہلے دور میں مدارس میں ہڑتالیں، اسٹرائک وغیرہ ناپید تھیں، بعد میں جب طلبہ کے مزاج میں آزادی، خود رائی، اساتذہ اور بڑوں کی بے ادبی کی فضاء پیدا ہونی شروع ہوئی تو یہ تحریکات بھی ظاہر ہونے لگیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے ”آپ بیتی“ میں لکھا کہ: ”۱۳۸۴ھ میں مدرسہ

مظاہر علوم سہارنپور میں ناکام اسٹرائک اسی عجب و پندار کے ثمرات کا نتیجہ تھا، مدارس میں طلبہ کا اخراج ہوتا ہی رہتا ہے، لیکن اس عجب کی نحوست نے ایک معمولی طالب علم کے اخراج کو اسٹرائک تک پہنچادیا، میرے نزدیک تو اس ہنگامہ کی بنیاد شاہ عبدالقادر رائے پوری کا سایہ سرپرستی سے اٹھنا تھا، ۱۳۸۲ھ میں حضرت کا وصال لاہور میں ہوا، میرا تجربہ یہ ہے کہ مدرسہ کے ممبران میں اہل اللہ ضرور ہونے چاہئیں، ایک طالب علم جس کی بہت سی شکایات مدرسہ مظاہر علوم کی شاخ مدرسہ خلیلیہ کے ناظم کے پاس پہنچ رہی تھیں، سینما بینی، انگریزی بال، اساتذہ کا عدم احترام، نماز کی عدم پابندی، مدرسہ کے اہل شوریٰ کے مشورہ سے اس کا اخراج کیا گیا، اس طالب علم نے لیبر یونین کے ایک غیر مسلم لیڈر کے مشورہ سے رات تقریر کی کہ میرا اخراج تم سب کے اتفاق سے رک سکتا ہے، میں نے ناظم صاحب کو کہا کہ اس ہنگامہ کی خبر لے کر ان کو اپنی نظامت پر اتنا گھمنڈ تھا کہ انہوں نے مجھے اطمینان دلایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں، دو دن بعد معلوم ہوا کہ طلباء نے اندر سے دروازہ بند کرکے ایک درخواست ناظم صاحب کے پاس بھیجی، جس میں بہت سے لغو مطالبات کے ساتھ یہ مطالبہ بھی کیا، فلاں طالب علم کا اخراج ملتوی کیا جائے، مدرسہ کے سب اکابر، ناظم صاحب مولانا اسعد اللہ، مولانا امیر احمد، صدر مدرس وغیرہ نے بارہا سمجھایا، مگر وہ نہ مانے اس ہنگامہ میں (مرکزی) مدرسہ مظاہر علوم کے طلبہ نے بھی عصبیت جاہلیہ میں ان کا ساتھ دینے کا تہیہ کیا، فوراً ایک جمعیۃ الطلبہ قائم ہوئی، صدر اور ناظم متعین ہوکر حلف اٹھالئے گئے کہ جب تک شاخ والوں کے مطالبات پورے نہ ہوں، مدرسہ میں بھی اسٹرائک کی جائے، مدرسہ کی مجلس شوریٰ میں جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے بڑے زور سے کہا کہ اس میں دورۂ حدیث کا کوئی طالب علم شریک نہیں، مدرسہ کے نائب ناظم تعلیمات مولانا عبدالمجید صاحب نے دبی زبان سے کہا کہ دورہ والے بھی اس میں ہیں، میرے گھمنڈ کا منشا یہ تھا کہ ۱۳۱۰ھ سے حدیث کے سبق میں طلبہ کو ہر سال ان کا مقام وحیثیت بتاتا اور یہ کہ تم عنقریب مقتدائے قوم بننے والے ہو، مجھے پختہ یقین تھا کہ اس سال دورۂ حدیث والوں کی اکثریت جنید وشبلی بنیں گے، مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب تحقیق سے معلوم ہوا کہ دورۂ حدیث کی پوری جماعت اس میں پیش پیش ہے اور زیادہ قلق اس سے ہوا کہ مجھ سے اور دیگر اساتذہ سے خصوصی تعلق رکھنے والے طلبہ درپردہ شریک رہے،

پہلے دور میں مدارس میں ہڑتالیں یا اسٹرائک وغیرہ ناپید تھیں، بعد میں جب طلبہ کے مزاج میں آزادی، خودرائی، اساتذہ اور بڑوں کی بے ادبی کی فضا ہونی شروع ہوئی تو یہ تحریکات بھی ظاہر ہونے لگیں

دورہ کی اس جماعت کے حالات پر جو قلبی چوٹ لگی وہ آج دس برس تک بھی فراموش نہیں ہوئی، اس دوران ان طلبہ نے اپنے اساتذہ کی خوب بے عزتی کی، حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ مظاہر علوم تشریف لائے اور تبلیغی جماعتوں کو مسجد میں مستقل ٹھہرادیا جو ذکر وتلاوت اور دعاؤں میں مصروف رہتے، مختلف صوبوں وعلاقوں کی جماعتیں آتیں اور اپنے اپنے صوبہ وعلاقہ کے طلبہ کو سمجھاتے، آخر میں افریقہ ممباسا کے الحاج ابراہیم اسحاق آئے، انہوں نے طلبہ کے اس گروہ کے صدر صاحب سے گفتگو کی، پہلے انہوں نے اسٹرائک کی وجوہ بیان کیں، حاجی صاحب نے پوچھا کہ آپ لوگ مدرسہ میں کتنی فیس داخل کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے مدارس میں فیس نہیں ہوا کرتی۔

س:...... آپ لوگ فارغ ہونے کے بعد مدرسہ کی کیا خدمت کرتے ہیں؟

ج:...... کوئی متعین نہیں۔

س:...... آپ لوگ کھانے کا اپنے خود انتظام کرتے ہو یا مدرسہ میں قیمت داخل کرتے ہو؟

ج:...... ہمارا کھانا مدرسہ کی طرف سے مفت ملتا ہے۔ حاجی صاحب نے کہا کہ جب سب کچھ مدرسہ آپ کو مفت دیتا ہے تو پھر اسٹرائک کیوں کررہے ہو؟

اس دوران مدرسہ کے منتظمین کے درمیان اختلافات پیدا کرنے کی بھی زبردست سازشیں کی گئی جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ناکام ہوئیں۔"

ایک اور مقام پر حضرت شیخ الحدیثؒ مدارس میں طلبہ تنظیموں کے وجود کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ: "ناکارہ مدارس عربیہ میں جمعیۃ الطلبہ کا انتہائی مخالف ہے، اس کی قباحت تو طالب علمی کے زمانہ ہی سے میرے دل میں پڑی ہوئی ہے، مگر دن بدن تجربات نے مجھ کو تو اس سے اس قدر متنفر بنادیا کہ اس کے نام سے نفرت، اس کے شرکاء سے طبیعت میں انقباض ہوتا ہے، اس ناکارہ کا اپنے اکابر کے ساتھ ایک معمول ہمیشہ رہا ہے کہ یہ ناکارہ صحابہ کرامؓ کی طرح کہ وہ ہر فعل کو یوں فرماتے تھے "کیف افعل مالم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا، وہ میں کیسے کروں؟ اور علامہ منذریؒ نے ترغیب وترہیب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے: "البرکۃ مع اکابرکم" (ترغیب، ج:۱، ص:۶۳) کہ برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہوتی ہے۔

میرے اکابر جو حقیقی معنی میں انبیاء علیہم السلام کے وارثین و نائبین ہیں اور ان کے اقوال و افعال کو میں نے سنت کے بہت ہی زیادہ موافق پایا ہے اور اس کے خلاف میں ہمیشہ نقصان ہی پایا ہے، ان سب اکابر کو بھی میں نے ہمیشہ طلبہ تنظیموں کے مخالف ہی پایا...... ان تنظیمات سے وابستہ طلباء میں اکابر کی بے حرمتی، اکابر مدرسہ اور اساتذہ کرام کی حکم عدولی، توہین وغیرہ کے مناظر گزرے، جب سے تو اس سے بہت ہی نفرت بڑھ گئی، ان طلباء میں اکابر کا احترام تو بالکل ہی نہیں رہتا، علوم سے مناسبت بھی قائم نہیں رہتی، اچھی تقریر تو مشق سے پیدا ہو جاتی ہے، جس سے وہ اپنے آپ کو عالم فاضل سمجھنے لگتے ہیں اور اساتذہ پر تنقیدات شروع کر دیتے ہیں، جس سے علم سے محرومی طے شدہ ہے۔“

ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ وفاق المدارس کو اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت عطا فرمائی ہے، اس سلسلۃ الذہب میں مدارس باہم منسلک ہیں، لیکن خطرہ ہے کہ گھمنڈ کی وجہ سے اس کو نظر نہ لگ جائے، اس لئے تعداد کی کثرت کو بیان کرنے کی بجائے اس کی کارکردگی کی اور تعلیمی معیار کی طرف توجہ دی جائے۔ مدارس کے طلبہ میں بڑوں کا ادب و احترام علمی صلاحیت کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے جو آج کے دور میں مضمحل بلکہ مفقود ہوتا جارہا ہے، ہندوستان کے بزرگ عالم دین مولانا قاری صدیق احمد باندویؒ نے ”آداب المتعلمین“ میں اپنے استاذ کا واقعہ لکھا ہے کہ:

”حضرت استاذی مولانا شاہ عبدالرحمن صاحبؒ محدث صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور (راقم کے والد محترمؒ) نے اپنا ایک واقعہ سنایا تھا کہ میں اپنے وطن سے جب سہارنپور پڑھنے کے لئے آیا تو ہر استاد سے مل کر آتا تھا، ایک استاد جن سے ابتدائیں کتابیں پڑھی تھیں، ان سے ملاقات نہ ہوسکی جب سہارنپور آ کر پڑھنا شروع کیا تو کتاب بالکل سمجھ میں نہ آئے، حالانکہ میں اپنی جماعت میں بہت سمجھدار سمجھا جاتا تھا، اس کے اسباب پر غور کیا، اللہ پاک نے رہنمائی فرمائی اور ان استاذ کی خدمت میں خط لکھ کر معافی مانگی اور ملاقات نہ ہوسکنے کی وجہ لکھی، انہوں نے جواب میں فرمایا: میرے دل میں خیال ہوا تھا کہ مجھے چھوٹا سمجھ کر شاید تم نہیں ملے، لیکن تمہارے خط سے معلوم ہوا کہ یہ بات نہیں تھی، اس کے بعد دعائیہ الفاظ لکھے، حضرت مولانا نے فرمایا کہ اساتذہ کے احترام ہی کا نتیجہ ہے کہ تمہارے سامنے ترمذی پڑھا رہا ہوں، درس کا یہ عالم تھا کہ سب کا اس پر اتفاق تھا کہ ان سے بہتر اس وقت ترمذی پڑھانے والا برصغیر میں کوئی نہیں۔“

(آداب المتعلمین ص:۳۱)

اس کتاب کے صفحہ ۳۶ میں ہے کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ نے علم حدیث کی سند حضرت حاجی محمد افضل صاحب سے حاصل کی تھی، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ: ”تحصیل علم سے فراغت کے بعد حاجی صاحب نے اپنی ٹوپی جو پندرہ برس تک آپ کے عمامہ کے نیچے رہ چکی تھی، مجھے عنایت فرمائی، میں نے وہ ٹوپی پانی میں بھگوئی صبح وہ پانی پی گیا، اس پانی کی برکت سے دماغ ایسا روشن اور ذہن ایسا تیز ہوگیا کہ کوئی مشکل کتاب، مشکل نہ رہی“...... اساتذہ کی ٹوپیاں اچھالنے والے اور مدرسہ کی اینٹ سے اینٹ بجادینے کی اسکیمیں کرنے والے طلبہ اس پر غور کریں کہ استاذ کی عظمت کرنے والوں نے کیا دولت حاصل کی اور پھر انہوں نے دنیا کو کیا فیض پہنچایا۔

ملک کے موجودہ حالات کے پیش نظر علماء و طلباء کو یہ چیز مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ لادین طبقہ ہماری صفوں میں اختلافات برپا کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے درپے ہے، کفر کو بھی اگر اس وقت خطرہ ہے تو دینی مدارس سے ہے کہ یہ دین کو اصلی حالت میں باقی رکھنے کا ذریعہ ہیں، وفاق المدارس کے خلاف پروپیگنڈا اسی ایجنڈے کی تکمیل ہے۔

”سیموئیل ہینگٹنگن (Samuel Huntington) جو تہذیبی تصادم کتاب کا مصنف ہے، اپنی کتاب ”ہم کون ہیں؟“ (Who are We?) میں کہتا ہے کہ ہمارا دشمن اسلام ہے اور خطرہ صرف اسلام سے ہے، اس میں اس نے کہا ہے کہ اسلام کی طاقت کا منبع (Power House) اسلامی مدارس ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ان کو بند کر دیا جائے یا ان کے نصاب کو جدیدیت اور مغربیت سے ہم آہنگ کر دیں۔“

(نوائے وقت کالم کے ایم اعظم ۱۲/جولائی ۲۰۰۶ء)

ہمیں اس پر غور کرنا ہے کہ مدارس اسلام کے آخری مورچہ ہیں، ان کا ختم ہونا پورے تمدن کا سقوط ہے، کفر جن خطرناک منصوبوں کے ساتھ مدارس کو ختم کرنے اور کمزور کرنے پر لگا ہوا ہے، وہ ہم سب کے لئے قابل غور ہیں، انہی منصوبوں میں مدارس کے خلاف بدگمانیاں پیدا کرنا اور اس مدرسے سے وابستہ حضرات کے درمیان خلیج پیدا کرنا ان کا اہم مقصد ہے، ان سب سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے، مدارس کے نظام کو اکابر کے نقش قدم پر چلانا ہماری زندگی کا اہم مشن ہونا چاہئے تاکہ اسلام کے یہ قلعے مزید مستحکم و مضبوط ہوسکیں۔

☆☆..........☆☆

خبروں پر ایک نظر

”یومِ دفاعِ ختم نبوت“ کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ٹنڈو آدم

رپورٹ: حافظ محمد فرقان انصاری

ٹنڈو آدم...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام ۷/ستمبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد ایم اے جناح روڈ پر عظیم الشان ”یوم دفاع ختم نبوت“ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز با قاعدہ تلاوت کلام پاک سے ہوا، یہ سعادت ختم نبوت کے کارکن قاری عبدالرحمن السدیسی نے حاصل کی، تلاوت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد راشد مدنی نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ افتتاحی خطاب جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد عثمان سموں نے کیا، ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی، میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی، دارالافتاء ختم نبوت کراچی کے مفتی عبدالقیوم دین پوری، مفتی حفیظ الرحمن رحمانی اور مفتی محمد طاہر مکی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر جرنیل ختم نبوت علامہ احمد میاں حمادی فرمارہے تھے، اس کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری مدظلہ فرمارہے تھے۔ کراچی سے مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم محمد انور رانا، مفتی فخر الزمان، وکیل ختم نبوت جناب منظور میوایڈووکیٹ، سانگھڑ سے وکیل ختم نبوت ظفر حیات تنولی، مجاہد اللہ دتہ چانڈیو اپنے ساتھیوں سمیت شریک ہوئے۔ گوٹھ راجوری ختم نبوت کے امیر بہادر خان مری، مٹھو کھوسو گوٹھ کے امیر حاجی قادرداد کھوسو بھی اپنے ہمراہیوں کی جماعت کے ساتھ آئے۔ شہریوں کے علاوہ گاؤں گوٹھوں سے ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے، مولانا سعید احمد جلال پوری نے کہا کہ قادیانیت کی اسلام سے بغاوت اور پھر اسلام دشمنی کے گھٹیا کردار کو دیکھ کر مصور پاکستان علامہ اقبال نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے، لیکن انگریزوں نے اپنے خودکاشتہ پودے کے حق میں یہ مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا، قیام پاکستان کے بعد ملکی حالات بہت کمزور تھے، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے اپنے جامہ سے پاؤں باہر نکالنا شروع کردیئے اور پورے پاکستان کو یا کم از کم صوبہ بلوچستان کو قادیانی بنانے کا پروگرام بنادیا، اس پلاننگ سے مسلمان مشتعل ہوگئے اور ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی لیکن اس وقت کی حکومت پر قادیانیوں کا گہرا تسلط تھا، اس لئے حکومت نے فوجی طاقت سے اس تحریک کو کچل دیا، شہیدان ختم نبوت کے خون سے نہ صرف بازار اور سڑکیں لالہ زار ہوئیں بلکہ راوی دریا کی موجیں ان لاشوں کا مدفن بنیں، بالآخر ۱۹۷۴ء میں ان ہزاروں عاشقان مصطفیٰ کا لہو رنگ لایا اور قومی اسمبلی میں مسلسل تیرہ دن کی کارروائی کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، قادیانیوں کو کافر قرار دلوانے میں حضرت مفتی محمودؒ فرمایا کرتے تھے، نہ حزب اختلاف کا کردار ہے اور نہ حزب اقتدار کا بلکہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں پاکستان کے تمام غیور مسلمان کا کردار ہے اور اس تحریک کی کامیابی کا سہرا بلامبالغہ ۱۹۵۳ء میں ناموس رسالت پر اپنا لہو پیش کرنے والوں ان مسلمانوں کے سر ہے جن کے مقدس لہو کی خوشبو آج بھی اہل دل کو لاہور کے مال روڈ سے محسوس ہوتی ہے۔ ہم ان شہدائے ختم نبوت کو لاکھوں سلام پیش کرتے ہیں اور اس دن کے حوالے سے عزم کرتے ہیں کہ ناموس رسالت پر اپنا تن، من، دھن سب کچھ قربان کردیں گے۔ کانفرنس سے سندھ کے مایہ ناز خطیب مولانا عبدالرزاق میکھو نے آخری خطاب کیا اور دعا کرائی۔

کانفرنس میں قرارداد پیش کرتے ہوئے مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔ ۷/ستمبر کو یوم دفاع ختم نبوت کے حوالے سے سرکاری سطح پر منایا جائے۔ توہین رسالت کے جتنے مقدمات قادیانی حربوں کی وجہ سے التوا کا شکار ہیں، سپریم کورٹ از خود نوٹس لے کر انہیں جلد از جلد نمٹانے کا آرڈر جاری کرے۔ دینی مدارس میں بے جا مداخلت بند کی جائے، شہدائے ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ، حضرت مولانا مفتی جمیل خان شہیدؒ، حضرت مولانا محمد نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم اور نائب امیر حضرت مخدوم المشائخ مولانا سیّد نفیس شاہ الحسینی کو ان کی پیرانہ سالی میں تحریک کی کمان کرنے پر خراج تحسین پیش کیا گیا، جبکہ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی اور علامہ احمد میاں حمادی کو توہین رسالت کے مقدمات میں مسلمانوں کی جانب سے پیروی کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

کانفرنس ن انتظامی امور کی ذمہ داری مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر حاجی محمد اسلم مغل، نائب امیر حاجی محمد جمیل آرائیں، ناظم ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، ناظم تبلیغ قاری دھنی بخش لاشاری، ناظم نشرواشاعت حافظ محمد فرقان انصاری، خازن ماسٹر عبدالحکیم چانگ اور مجلس کے اراکین دائم الدین ابڑو، محمد ہاشم بروہی، ماسٹر خیر محمد کھوسو، عبدالکریم بروہی، محمد محرم علی راجپوت، منیر بروہی، محمد بلال بھٹی، محمد کمال چوہان، محمد طارق چانگ، محمد عمیر شیخ، محمد راشد بلوچ، مجاہد محمد عمر، حاجی محمد عمر جونیجو، سید ضیاء الدین شاہ محمد، محمد رمضان خان، حافظ محمد طارق حمادی، حافظ محمد زاہد حجازی، ڈاکٹر عبدالوحید سہتو، سلیم بلوچ، مرید بلوچ، شیر محمد بلوچ سمیت دیگر کارکنان نے سنبھال رکھی تھی، جبکہ کانفرنس میں جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم ٹنڈو آدم کے شیخ الحدیث مفتی اعظم، مفتی عبدالحی بروہی، مفتی محمد امان اللہ بلوچ، مفتی محمد یعقوب گمسی، جمعیت علماء اسلام کے حاجی محمد ہاشم خاص خیلی، قاری محمد عباس خاص خیلی، تعلقہ ناظم چاچا غلام مرتضی جونیجو، حافظ ظہور احمد انڈھڑ، حافظ رفیع الدین انڈھڑ، مولانا قاری بہاؤ الدین زکریا ہالیجوی، حاجی محمد اسماعیل آرا مشین والے، قاری محمد امان اللہ خاص خیلی اور ملا محمد عمر مجاہد چانڈیو سمیت تمام ٹنڈو آدم کی پولیس وسول انتظامیہ نے بھرپور انداز میں شرکت کی، اور اس سال یوم دفاع ختم نبوت کانفرنس میں گزشتہ سالوں سے حاضرین کی تعداد کئی گنا زیادہ تھی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے نئے عہدیداران کا انتخاب

ٹنڈو آدم (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے جن کارکنوں نے سابقہ باڈی حکیم حفظ الرحمن، محمد اعظم قریشی، ماسٹر محمد سلیم مدنی سمیت دیگر کو منتخب کیا تھا، انہیں ساتھیوں نے ان کو عہدوں سے ہٹا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے لئے امیر حاجی محمد اسلم مغل، نائب امیر حاجی محمد جمیل آرائیں، ناظم ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، ناظم تبلیغ قاری دھنی بخش لاشاری، ناظم نشرواشاعت حافظ محمد فرقان انصاری اور خازن کے لئے ماسٹر عبدالحکیم چانگ کو متفقہ طور پر منتخب کرلیا ہے۔ نومنتخب عہدیداروں نے اس موقع پر عہد کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے آئین ودستور کے مطابق عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب میں اپنی زندگیاں وقف کردیں گے۔ اس موقع پر امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ کی صحت اور درازی عمر کی دعا بھی کی گئی اور تمام حاضرین نے نومنتخب عہدیداروں کو مبارکباد پیش کی۔

یوم ختم نبوت کے موقع پر قادیانیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عزم

ماتلی (اعجاز احمد خان) اس دفعہ ۷/ستمبر کو جمعۃ المبارک کا دن تھا، اور یہ وہ یادگار اور مبارک دن تھا کہ اس تاریخ کو ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا، اسی مبارک تاریخ کو یادگار بنانے کے لئے ماتلی کی تمام مساجد کے خطباء حضرات سے ملاقات کرکے انہیں لٹریچر دیا گیا اور ان سے گزارش کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ ۷/ستمبر ۲۰۰۷ء کے جمعۃ المبارک میں اس دفعہ خصوصی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو بیان کریں اور قادیانیت اور اس کے کفریہ عزائم کو بیان کریں۔ ماتلی شہر کی ۲۰ مساجد میں پمفلٹ اور لٹریچر بنفس نفیس دیا گیا اور الحمدللہ تقریباً تینوں مکتب فکر کی مساجد میں سیر حاصل بیان بھی ہوئے، جس سے جہاں عوام الناس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند درجات اور اعلیٰ کردار سے آگاہی ہوئی وہیں قادیانیت کے گندے اور غلیظ مذہب اور مرزا کے گندے کردار سے بھی آگاہی ہوئی، زیادہ تر مساجد میں آخر میں قادیانیت کے خاص الخاص مشروب ”شیزان“ اور ”شیزان“ نام سے وابستہ ہر چیز کا بائیکاٹ کرنے کا عہد کیا گیا۔

سکھر میں ”یوم ختم نبوت“ نہایت جوش وخروش سے منایا گیا

سکھر (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر سکھر میں یوم ختم نبوت منایا گیا، علماء کرام نے اپنے جمعہ کے بیان میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کے فتنہ سے مسلمانوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت کسی مذہب، عقیدہ یا امت کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ قادیانیت نام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا، مسلمانوں کے غداروں کا، انگریز کے یاروں کا، یہود ونصاریٰ کے ایجنٹوں کا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن قاری خلیل احمد بندھانی، ختم نبوت سکھر کے نائب امیر مفتی عبدالباری، ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی، مرکزی کنویز مولانا محمد حسین ناصر، مولانا ابومحمد، مولانا اسعد اللہ میمن، مولانا نذیر احمد مہر، مولانا محمد رمضان نعمانی، حافظ محمد زمان زبانی، مولانا شجاع الرحمن، قاری عبدالوحید ودیگر علماء کرام نے جمعہ کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کا موقف سنا، ان کو صفائی کا موقع دیا گیا، ۱۱ دن مرزا ناصر احمد نے اسمبلی کے ممبران کے سامنے اپنے دلائل پیش کئے، دو دن مرزائیوں کے لاہوری گروپ کے سربراہ نے اپنے دلائل پیش کئے ۱۳ دن کی بحث کے بعد پوری اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر امت مسلمہ سے الگ کردیا۔ علماء کرام نے کہا کہ اس تحریک کے پیچھے ہزاروں مسلمانوں کی قربانیاں ہیں، علماء کرام کی محنت مسلمانوں کی دعائیں شامل ہیں۔

عظیم خوشخبری

زیر سرپرستی: قطب الاقطاب، حضرت اقدس
خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

اور

شیخ المشائخ حضرت اقدس
سیّد نفیس الحسینی شاہ دامت برکاتہم
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی، چناب نگر

ضلع جھنگ میں عصری تعلیم اور شعبہ کتب کے کامیاب اجرأ کا دوسرا سال، تجربہ کار، ماہر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اساتذہ کرام کی زیرنگرانی، دینی اور عصری تعلیم کا حسین امتزاج، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیراہتمام ”مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر“ میں باقاعدہ عصری تعلیم اور وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے مطابق درسِ نظامی کا اجرأ گزشتہ سال سے ہو چکا ہے، جس میں درج ذیل شعبہ جات الحمدللہ! بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ ☆ شعبہ حفظ وناظرہ کی متعدد کلاسیں، تجربہ کار قرأ کرام کی زیرنگرانی ☆ شعبہ نرسری تا پرائمری ☆ مڈل ☆ میٹرک ☆ شعبہ کتب میں درجہ متوسط کے تینوں درجات اور درجہ اولیٰ وصرف ونحو، ثانویہ عامہ تک۔ ادارہ ہذا میں قیام وطعام اور علاج معالجہ، کتب اور کاپیوں کی مفت فراہمی اور طلباء کو معقول ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے اور ہر طالب علم کی تعلیم وتربیت پر خصوصی اور انفرادی توجہ دی جاتی ہے۔ **داخلہ** کے خواہش مند طلباء کرام 7/شوال المکرم 1428ء تا 15/شوال المکرم تک اپنے والد یا سرپرست کے ہمراہ تشریف لائیں۔

نوٹ: داخلے کے خواہشمند طلباء اپنے والد یا سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

رابطہ کے لئے: مدرسہ عربیہ ختم نبوت، مسلم کالونی چناب نگر، تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ
فون: 0476-212611، موبائل: 0334-4473036، 0301-7972785

منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان (پاکستان) فون: 061-4514122

فرمائے گئے یہ ہادی

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

26ویں، سالانہ دوروزہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

1 2 نومبر 2007ء بروز جمعرات، جمعہ بمقام مسلم کالونی، چناب نگر

کانفرنس کے چند عنوانات

□ توحید باری تعالیٰ □ سیرت خاتم الانبیاءؐ □ مسئلہ ختم نبوت □ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام □ عظمت صحابہ واہل بیتؓ □ اتحاد امت □ قادیانیت اور اسلام □ قادیانیت کے عقائد وعزائم □ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی □ ردِ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے، اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے۔

زیر سرپرستی:

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس

مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ العالی

امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر، تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ

چناب نگر:047-6212611، ملتان:061-4514122

Regd # SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

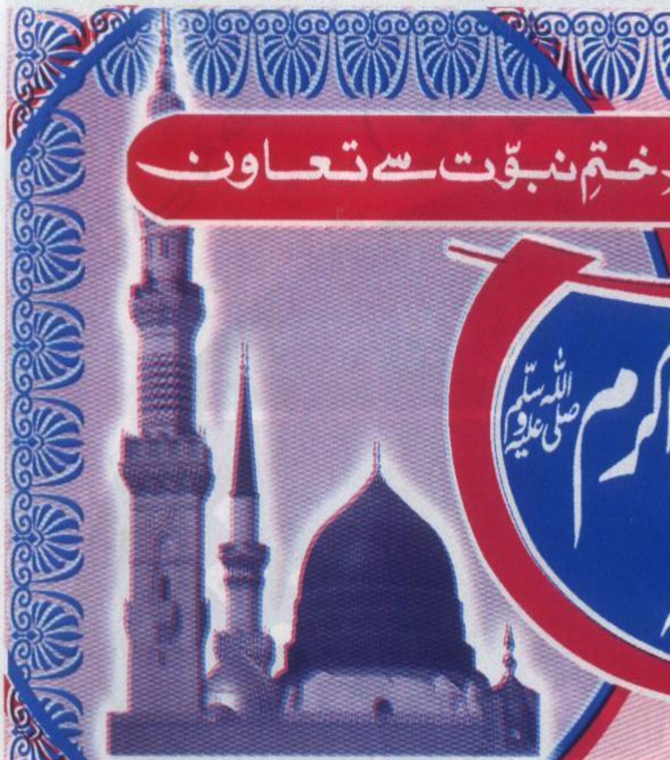

شفاعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد — امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی — نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمن — ناظم اعلیٰ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے